اکثریت کی بنیاد

اللہ کے نزدیک انسانوں کی عزت واکرمیّت کی بنیاد دولت، رنگ، خون، نسل، قوم یا کوئی خاص جغرافیائی خطہ نہیں صرف تقویٰ اور حسن عمل ہے۔ ہرانسان اس بناء پر عزت کا مستحق نہیں سمجھا جاسکتا کہ کروڑ پتی یاارب پتی ہے۔اس کا رنگ گورا ہے۔اس کا تعلق آریائی نسل سے ہے جیسا کہ روئے زمین کے بعض فاترالعقل گروہ سمجھ رہے ہیں اوران میں چھوت چھات کوئی نہ کوئی شدید افتراق انگیز شکل اختیار کیے ہوئے موجود ہے۔صرف نیک عملی انسانی اکرمیت کی اساس ہے۔اس باب میں سکندروں اور نپولینوں کوکوئی نہیں پوچھتا، موجدوں، فلسفیوں، سیاست دانوں، عالموں اورخطیبوں کوان کے محض پیشوں اور مشغولیتوں کے اعتبار سے بھی لائق توجہ نہیں سمجھا جاتا۔ وہاں محض نکوکاری، راست بازی، حق پرستی اورخلق دوستی درکار ہے۔اس کے سواہر سکۂ عمل کھوٹااور ہر سرگرمی کار بے حقیقت ہے۔

اس کی حقیقت پرآپ نے غورفرمایا؟ اس دنیا میں حسن عمل کے سواہر معیارِعظمت حسد، رقابت اورکشمکش کا موجب ہوتا ہے۔ دولت کومعیار بنایا جائے توجسے جائز ذریعے سے حاصل نہ ہوگی، وہ ہرناجائز ذریعے سے حاصل کرے گااورخلق خدا کے لیے لعنت بن جائے گا۔ فن حرف وسیاست میں کمال کومعیار بنایا جائے گا تو مختلف لوگ روئے زمین کوانسانوں کے خون سے رنگنے میں اپنی زندگیاں تمام کردیں گےاور دنیاان کوصرف نفرین کا مستوجب ٹھہرائے گی لیکن حسن عمل میں رقابت یا حسدراہ ہی نہیں پاسکتے کیونکہ وہ منافی حسن عمل ہوں گے۔ یوں تمام انسانوں کی انتہائی کوشش یہ ہوگی کہ حسنِ عمل کی فراوانی سے روئے زمین امن وسلامتی کا بہشت زار بن جائے۔

(رسول رحمت، امام الہند مولانا ابوالکلام آزادؒ ص ۷۸۷-۷۸۸)

درس حدیث

محمد اظہر مدنی

مریض کی عیادت کی فضیلت

’’عن ثوبان مولی رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: ان المسلم اذا عاد اخاه المسلم لم یزل فی خرفة الجنة حتی یرجع قیل: یا رسول الله ! ما خرفة الجنة؟ قال: جناها‘‘(مسلم)

ترجمہ: حضرت ثوبان مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ یقیناً مسلمان جب اپنے کسی مسلمان بھائی کی عیادت کرتا ہے تو واپس آنے تک وہ (حرفة الجنة) جنت کے تازہ پھلوں کو چننے میں مصروف رہتا ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا ’’خرفة الجنة‘‘ کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ اس کے تازہ پھل چننا۔

تشریح: اسلام دین رحمت اور رشد وہدایت ہے۔اس نے ساری دنیا میں انسانیت کے پیغام کو عام کیا۔لوگوں کو راہ راست پر لانے کے لیے روشن اور سورج کی طرح چمکتا ہوا نظام دیا۔انسانیت کی ہمدردی اور اس کی بہی خواہی کے لیے اصول وضوابط مرتب فرمائے۔اور ایک دوسرے کے حقوق کو ادا کرنے اور سمجھنے کے لیے خصوصی تعلیمات وہدایات جاری فرمائیں۔انہیں تعلیمات اور حقوق میں سے ایک حق مریض کی عیادت بھی ہے۔جس کے سلسلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بے شمار فضیلتیں بیان فرمائی ہیں اور خوشخبریوں سے نوازا ہے۔مذکورہ بالا حدیث میں ’’خرفة الجنة‘‘ کی بشارت ایسے ہی شخص کے لیے جو اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کرتا ہے۔اس کی مزاج پرسی کرتا ہے،اس کے لیے شفایابی کی دعا کرتا اور اس پریشانی کے ایام میں اسے تسلی دیتا ہے۔صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ مریض کی عیادت کرنے والا شخص اس وقت تک خرفۃ الجنۃ میں ہوتا ہے جب تک وہ اس کے پاس ہوتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ خرفة الجنة کیا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت کا ایسا باغیچہ جس سے وہ پھل چنا جاتا ہے۔اور ایک دوسری حدیث میں ایک دوسری فضیلت کا ذکر فرمایا جس کے راوی حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ کوئی بھی ایسا مسلمان نہیں ہے جو دن کے شروع میں کسی مسلمان کی عیادت کرے مگر اس کے لیے ستر ہزار فرشتے شام تک رحمت کی دعائیں کرتے رہتے ہیں اور اگر وہ دن کے آخری وقت میں عیادت کرتا ہے تو اس کے لیے ستر ہزار فرشتے صبح تک رحمت کی دعا کرتے رہتے ہیں اور اس کے لیے جنت میں ایک باغ مقرر ہے۔

عیادت کی فضیلت بیان فرماتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مقام پر یوں ارشادفرمایا: کہ جس شخص نے اچھی طرح وضو کیا اور وہ ثواب کی نیت سے اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کے لیے گیا تو اسے جہنم سے ستر سال کی مسافت کے بقدر دور کردیا جائے گا۔اور ایک دوسرے موقع پر ارشادفرمایا کہ جب کوئی شخص کسی بیمار کی عیادت کی غرض سے جاتا ہے تو آسمان سے منادی اعلان کرتا ہے کہ تو اچھا ہے، تیرا چلنا اچھا ہے اور تو نے جنت کے ایک منزل کو اپنا ٹھکانہ بنالیا۔مذکورہ تمام احادیث کی روشنی میں فقہائے کرام نے عیادت کو سنت موکدہ اور واجب تک قرار دیا ہے۔لہٰذا ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان کی عیادت کرنا،اس کی بیمار پرسی کرنا اسلامی حق ہے۔حضور گرامی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ مسلمان کے مسلمان پر پانچ حق ہیں۔ایک سلام کا جواب دینا، دوسرا بیمار کی عیادت کرنا۔تیسرا: جنازہ میں شریک ہونا۔چوتھا: دعوت قبول کرنا۔پانچواں: چھینک کا جواب دینا۔اگر کوئی شخص ان حقوق کی ادائیگی سے روگردانی کرتا ہے گویا وہ اپنے کو جنت سے دور کررہا ہے اور رب کی رحمت سے محروم کررہا ہے۔ہمیں چاہئے کہ انفرادی اور اجتماعی زندگی میں اس اہم سنت کو زندہ کریں نیز عیادت کی اہمیت کو اجاگر کریں اور عملی جامہ پہنائیں۔ایک دوسرے کے دکھ درد کو سمجھیں۔ایک بات ذہن نشین رہے کہ یہ عیادت صرف مسلمانوں کے لیے خاص نہ ہو بلکہ غیر مسلم بھائیوں کی بھی بیمار پرسی کی جائے اور اچھے اخلاق وکردار کا مظاہرہ کیا جائے اور مناسب موقع ومحل دیکھ کر اسلام کے محاسن کو بیان کیا جائے اور اسلام دین الفت وانسیت ہے اس کا مظہر پیش کیا جائے۔خود رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودی لڑکے کی عیادت فرمائی اور اپنے چچا ابوطالب کی مزاج پرسی کے لیے جاتے رہتے تھے یہاں تک کہ جب وہ مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو اس وقت بھی آپ وہیں موجود تھے۔بہرحال موجودہ دور میں اس سنت کو زندہ کرنے کی اشد ضرورت ہے اور ساتھ میں عیادت کے آداب کو بھی ملحوظ رکھنا ہے۔جیسے مریض دوست ہو یا دشمن، رشتہ دار ہو یا غیر رشتہ دار بغیر کسی تفریق کے اس کی عیادت وبیمار پرسی ہونی چاہئے۔اسی طرح عیادت کے لیے مناسب وقت تلاش کیا جائے۔مریض کی حالت کے مطابق وہاں رُکا جائے۔اور عیادت بار بار کی جائے اگر صبح یا شام عیادت کی جائے تو زیادہ مناسب اور باعث اجر وثواب ہے۔عیادت کے وقت مریض کے لیے شفا کی دعائیں کی جائیں۔اس کو تسلی دی جائے اور اس کے دکھ درد کو کم کرنے کی کوشش کی جائے اور ایسی بات نہ کہی جائے جس سے اس کو تکلیف ہو یا تکلیف میں زیادتی کا سبب بنے۔اسی طرح مایوس کرنے والی باتیں نہ کرے بلکہ مناسب ہو تو بہترین انداز میں وظائف، ذکر اذکار کی طرف اس کی توجہ مبذول کرائی جائے اور شور شرابہ وغیر مناسب واقعات کے بیان سے پرہیز کیا جائے۔رب العالمین سے دعا ہے کہ مریضوں کے مرض کو محو سیئات اور رفع درجات کا ذریعہ بنائے اور انہیں شفائے کامل عاجل عطا فرمائے اور ہمیں مریضوں کی زیارت کرنے کی توفیق ارزانی فرمائے۔آمین وصلی الله علی نبینا محمد وسلم تسلیما کثیرا ☆☆

مدیر مسئول

اصغر علی امام مہدی سلفی

مدیر

عبدالقدوس اطہر نقوی

نائب مدیر: مولانا خورشید عالم مدنی   مدیر اعزازی: مولانا رضاء اللہ عبدالکریم مدنی

مجلس ادارت

مولانا محفوظ الرحمٰن فیضی   مولانا شہاب الدین مدنی   ڈاکٹر سعید احمد مدنی

مولانا اسعد اعظمی   مولانا طٰہٰ سعید خالد مدنی   مولانا انصار زبیر محمدی

اس شمارے میں

درس حدیث	۲
اداریہ	۳
خودکشی: معاشرہ کا ناسور، سنگین جرم	۸
ماہ رجب اور مسلمانوں کا طرز عمل	۱۰
سیرت طیبہ کی جامعیت	۱۴
مسلمانان ہند اور نظام جماعت	۲۲
رپورٹ مجلس عاملہ...	۲۵
طب وصحت	۲۹
مرکزی جمعیت کی پریس ریلیز	۳۰
جماعتی خبریں	۳۱
ایک اعلیٰ سطحی وفد متعدد صوبوں کے دورے پر	۳۲

مضمون نگار کی رائے سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے

بدل اشتراک

سالانہ	۱۵۰/روپے
فی شمارہ	۷/روپے
پاکستان	۵۰۰/روپے

بلاد عربیہ و دیگر ممالک سے ۳۵ ڈالر یا اس کے مساوی

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

اہل حدیث منزل ۴۱۱۶، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی-۱۱۰۰۰۶

ویب سائٹ www.ahlehadees.org

ترجمان ای میل jaridahtarjuman@gmail.com

جمعیت ای میل jamiatahlehadeeshind@hotmail.com

اداریہ

اصغر علی امام مہدی سلفی

یہ روش خودکشی اور ہلاکت کے مترادف ہے

لفظ خودکشی جس کے معنی لغت ومحاورہ کے لحاظ سے خواہ آتم ہتیا اور اپنے آپ کو مار ڈالنا ہوں یا عقاب وسزا، جو شخص یا فرد یا جماعت اس انتہائی بری بیماری کا شکار ہو جائے اُسے دنیا کی کوئی طاقت اور حکمت دوطرح کی تباہی وبربادی سے نہیں بچاسکتی۔ یہ بیماری اور یہ عادت وخصلت ایسی منحوس ومبغوض شئی ہے جس نے قوموں کو تباہ کردیا اور افراد وشخصیات کو ٹھکانے لگا دیا۔ جس نے نہ بڑوں کو چھوڑا نہ چھوٹوں کو بخشا اور نہ اس نے عالم وجاہل کے فرق کو نتائج وعواقب کے اعتبار سے ملحوظ رکھا، بلکہ جو جتنا چالاک اور علم والا نکلا اسے اس کی چتورائی، چالاکی اور چالبازی کے بقدر ہلاکت وفلاکت سے دوچار کیا۔ دینداروں کو بھیانک اور خطرناک طور پر ہلاک وبرباد کیا اور وہ عبرت کا سامان بن گئے۔ کبھی غور کیا کہ یہ تباہ کن بات کیا تھی، یہ کونسی روش ہے جو اتنی خطرناک ہے اور یہ کونسا کام ہے جس کا انجام اس قدر اندوہناک والمناک ہے۔؟ کیا ایک انسان اور قاری متفکر ہوئے بغیر رہ سکتا کہ آخر اس قدر سنگین بلا کونسی ہے جس کا انجام اتنا برا ہے۔؟

اقوام عالم میں بے شمار قومیں گذری ہیں جن کو ان کے گناہوں اور بد اعمالیوں کی پاداش میں زمیں دوز کردیا گیا۔ ''وَکَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَّاَنْشَاْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ'' (الانبیاء:۱۱) اور کتنی ہی بستیاں ہیں جن کے ظلم وتعدی کی وجہ سے ہم نے ان کی کمر توڑ دی اور ان کے بعد ہم نے دوسری قوم کو پیدا کردیا۔

اس موقع پر قوم عاد کی بستیوں کا اجڑنا یاد آتا ہے اور وہ بستیاں ''موتفکات'' جو الٹ پلٹ دی گئیں۔ قوم ثمود اپنے اوزار وفن معمار سے پہاڑوں کا سینہ چیرتی تھی اور کوہ وجبل کا جسم لرزاں براندام کردیتی تھی، مگر کس قدر عذاب الٰہی کا شکار ہوئی۔؟ نوح علیہ السلام کی قوم تو مکمل غرق کردی گئی۔ کیا ایسی قومیں نہیں گذریں جو دنیا کی اہم نعمتوں میں مگن تھیں اور تہہ وبالا کردی گئیں؟ کوئی پرسان حال تو کجا نہ ان پر آسمان نے نوحہ خوانی کی، نہ رونے کو زمین ہی ملی۔ قارون وفرعون اور ہامان وشداد کے عواقب وانجام سے کیا اقوام عالم لاعلم ہیں؟ تارتار اور تاراج کرنے والی قوموں کے عبرت انگیز حالات وسبق آموز واقعات سے تاریخ کے اوراق بھرے پڑے ہیں۔ ان سب پر نظر دوڑا کر دیکھ لو، افسانے اور حکایات کا تو ذکر ہی چھوڑو کہ آلا اُودل اور مہابھارت کی

کہانیاں تمہیں عجیب لگتی ہیں۔شاہناموں کے قصے اور شاہوں کی تاریخ کے مدو جزر بھی تمہارے سامنے ہیں۔شاید تمہیں مایوسی ہو کہ اتنے بڑے اور بھیانک انجام والی قوم وجماعت اور افراد واشخاص یا تو تاریخ کے پنے سے لاپتہ ہیں یا تلاش بسیار اور تتبع واستقراء کے باوجود ذہن سے غائب، آنکھوں سے اوجھل اور نظروں کے کیمرے میں آنے سے چوک جارہے ہیں۔

آخر اس قدر ہلاکت خیز ہوتے ہوئے بھی وہ اتنی مخفی شئی کیا ہے جسے ڈھونڈنے اور غور کرنے کی ضرورت پڑ رہی ہے؟ وہ شرک جیسی لعنت تو نہیں؟ وہ شرک جسے شرک اکبر کہتے ہیں اور جس کا مرتکب جہنمی قرار پاتا ہے اور دوزخ میں جاتا ہے۔مگر وہ تو آخرت کی سزا ہوگی۔دنیا میں ایک مشرک بھی بسا اوقات امن، چین، سکون اور ناز ونعم میں ہوتا ہے۔بظاہر کبھی اسے ضرر وتکلیف اور مصیبت میں مبتلا ہونا مقدر نہیں ہوتا، بلکہ کبھی کبھی وہ خلق خدا کی بھلائی اور ان کی رہنمائی، دلجوئی، دلداری اور خبرگیری کی وجہ سے دنیا کی بہت سی مصیبتوں اور ہلاکتوں سے بچارہتا ہے اور یہ بھلائی وخیر خواہی اسے مخلوقات خصوصا انسانوں کا بہی خواہ بنادیتی ہے۔بلکہ بعضے تو اچھے خاصے نیک نام ہوتے ہیں اور دنیا کیا صالح کیا طالح اس باب میں ان کے کفر کے تذکرہ کے باوجود ان کا گن گاتے اور اچھا بتاتے نہیں تھکتی۔

قارون ہلاک شد کہ چہل خانہ گنج داشت
نوشیرواں نمرد کہ نام نکو گذاشت

کتنے ہی کفار ومشرکین ہیں جنہوں نے شرک وکفر کے باوجود اپنی انسانی فطرت کے مطابق قوم ورعایا کی خیر خواہی و بھلائی میں اپنا سب کچھ لگا دیا اور ضرب المثل بن گئے۔ان کے یہاں رنگ ونسل، دین ومذہب، مسلک ومشرب، زمان ومکان اور ملک ووطن کے نام پر کوئی تفریق نہیں تھی۔وہ حق کے متلاشی تھے اور حق جس حقیر وفقیر میں پاجاتے اسی کے حق میں فیصلہ صادر کردیتے تھے۔دین ودھرم اور اپنا وپرایا کا کوئی اعتبار وفرق نہ تھا۔ایک غیر مسلم بالکل اپنا تھا اگر وہ حق پر تھا یا مظلوم تھا۔ایک مسلمان اپنا تھا اس لیے کہ وہ حق پر تھا اور مظلوم تھا۔یہ وطیرہ تھا بہت سے شاہوں اور راجاؤں کا۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ ایک سچے، پکے اور مخلص ہمدرد اور خلق خدا پر رحم کرنے والے انسان ومسلمان تھے،مگر پروپیگنڈہ کرنے والوں کی دنیا میں متشدد تھے جو عدل وانصاف کے علمبردار ہی نہیں معلم عالم تھے اور تاتاریوں کے لیے ''پاسبان مل گئے کعبے کو صنم خانے سے'' کا سبب بننے والوں میں سرفہرست تھے۔اور جو شرک وبدعت اور وہ شرور وفتن کی بیخ کنی اور مجدد ملت ہونے میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے،فرماتے ہیں کہ ''**الملک یبقی مع الکفر ولا یبقی مع الظلم**'' ۔''حکومت کفر کے ساتھ قائم تو رہ سکتی ہے لیکن ظلم کے ساتھ قائم نہیں رہ سکتی'' پھر جب شرک جیسی بڑی برائی بھی اتنی خطرناک نہیں اور بدعت میں ملوث بعض ملوک وسلاطین جو اپنی تمام تر تاریکیوں اور گمراہیوں کے باوجود بھی دنیاوی اعتبار سے کتنے ہی فاسق وفاجر، بدکار وسیاہ کار، خطاکار وسزاوار اور جرم وسزا کی پیداوار تھے اس دنیا کی بڑی ہلاکتوں سے بظاہر بچ نکلے اور ظالموں اور نافرمانوں جیسے انجام سے دنیا میں دوچار نہ ہوئے۔ پھر کون سا ایسا پاپی ہے جو ایسی آفت ومصیبت میں مبتلا ہے۔تو آؤ تمہیں بتادوں کہ وہ مردود مطرود عمل ہے حسد، جس نے عزازیل کو خوار کردیا۔

عزازیل جس نے اپنی قابلیت ولیاقت،شرافت، امانت، علم وفضل اور صحبت ملائکہ کی وجہ سے جن ہوتے ہوئے بھی اپنے آپ کو فرشتوں کی صف میں لاکھڑا کیا تھا، اسی حسد وحقد اور تکبر واستکبار کی وجہ سے ذلیل وخوار اور نا ہنجار ٹھہرا دیا گیا اور سعدی کو کہنا پڑا تھا:

تکبر عزازیل را خوار کرد
بزندانِ لعنت گرفتار کرد

آپ جانتے ہیں کہ حسد کی بنیاد جہاں تکبر وغرور، گھمنڈ وتعلّی اور ہم چنیں دیگرے نیست جیسی مذموم صفات اور انانیت، خود پسندی، خودرائی، خودستائی، انا ولا غیری اور احساس برتری وخودسری ہے وہیں احساس کہتری، بے وقعتی اور لاچاری وکمزوری بھی ہے۔یہ دونوں متضاد صفتیں جب کسی شخص اور جماعت و جمعیت میں پیدا ہوجاتی ہیں یا ان میں سے کوئی ایک جنم لے لیتی ہے تو حسد کی آگ بھڑک اٹھتی ہے، پھر حاسد اپنے ہی حسد کی آگ میں جھلسنے لگتا ہے تا آنکہ خود ہی اپنی سلگائی ہوئی آگ میں جل کر بھسم ہوجائے۔

حسود را چہ کنم کہ بآتش خود می سوزد
حسد کی آگ میں جلتا ہے حاسد
یہی ابلیس کی اپنی اصل ہے
کہ تھا وہ آگ کا معجوں مرکب
اُسی آتش کی وہ بگڑی شکل ہے

یہ تو سب کو معلوم ہے کہ روئے زمین پر سب سے پہلا ناحق قتل قابیل نے ہابیل کا اسی حسد کی بنیاد پر کیا تھا۔اس لیے حسد انسان کی صفاتِ بہیمیہ اور

خصائل رذیلہ میں سب سے بدترین عادت وخصلت ہے۔ جو اس میں مبتلا ہوا وہ محسود سے پہلے ہی حسد کی آگ کا شکار ہوگیا۔ دراصل حسد ہر انسان کے اندر پایا جاتا ہے۔ عربی میں معروف ومسلم محاورہ ہے کہ '' **لا یخلو الجسد من الحسد** '' کوئی جسم حسد سے خالی نہیں ہے۔ البتہ جو عقلمند اور شریف ہیں وہ اسے ظاہر نہیں کرتے اور اس کی آگ میں نہیں مرتے بلکہ اپنی راہ لیتے ہیں۔ وہ حسد پیدا ہونے ہی نہیں دیتے وہ حالت حمل میں ہی گرا دیتے ہیں۔ جنم لینے کی نہ نوبت آتی ہے نہ وہ اس کی آنچ سے خود سلگتے ہیں نہ دوسروں کو جھلسنے دیتے ہیں۔

اور جو لئیم وکمینہ اور ناعقل وبے مروت ہوتا ہے وہ اس حسد کو ظاہر کر دیتا ہے اور محسود کے پیچھے پڑ جاتا ہے۔ تا آنکہ وہ نعمت اس سے چھین نہ لی جائے یا خود حاسد ہی مضطرب وبے چین ہو کر اس آگ میں جل نہ جائے۔

دراصل تمام امتوں میں یہ بیماری عام رہی اور جن جن قوموں میں اس بیماری نے جڑ پکڑ لی تو اس نے ناسور بن کر اس امت کو ہلاک وبرباد کر دیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''**اَمْ یَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰی مَآ اٰتٰھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ، فَقَدْ اٰتَیْنَآ اٰلَ اِبْرٰھِیْمَ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَ اٰتَیْنٰھُمْ مُّلْکًا عَظِیْمًا**'' (النساء:۵۴) ''یا یہ لوگوں سے حسد کرتے ہیں اس پر جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے انہیں دیا ہے، پس ہم نے تو آل ابراہیم کو کتاب اور حکمت بھی دی ہے اور بڑی سلطنت بھی عطا فرمائی ہے''۔ آج بھی لوگ مال والے پر حسد کرتے ہیں، کبھی آدمی کی صحت وتندرستی کی وجہ سے حاسدوں کی نظر میں آجاتا ہے اور کبھی آل واولاد کے سلسلہ میں، کبھی امن وامان، خوشحالی وخوش خصالی، فارغ البالی، منصب وجاہ اور دین وایمان کے سلسلے میں بھی لوگوں کے حسد کا شکار ہو جاتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''**وَدَّ کَثِیْرٌ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ لَوْ یَرُدُّوْنَکُمْ مِّنْ بَعْدِ اِیْمَانِکُمْ کُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِھِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَھُمُ الْحَقُّ، فَاعْفُوْا وَ اصْفَحُوْا حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰہُ بِاَمْرِہٖ، اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ**'' (البقرہ:۱۰۹) ''ان اہل کتاب کے اکثر لوگ باوجود حق واضح ہو جانے کے محض حسد وبغض کی بنا پر تمہیں بھی ایمان سے ہٹا دینا چاہتے ہیں، تم بھی معاف کرو اور چھوڑو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم لائے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے''۔

آپ اگر بغائر غور وفکر کریں گے تو اندازہ ہوگا کہ اس خطرناک اور ناسور مرض کے پیدا ہونے کی ایک ہی جگہ ہے اور وہ ہے دل انسان۔ اور یہ مسلم ہے کہ جس قدر دل میں حسد پیدا ہوتا ہے اس کی مقدار ایمان قلب وجگر سے نکلنا شروع ہو جاتا ہے۔ ایمان اور حسد میں ازل کا بیر ہے۔ جس قدر ایمان قلب ودل میں پیوست اور مضبوط ہوگا حسد وکینہ سے اُسی قدر انسان دور ہوگا۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جسے امام نسائی رحمہ اللہ نے ذکر فرمایا ہے۔ ایمان اور حسد کسی ایک ہی مومن کے دل میں اکٹھا نہیں ہو سکتے۔

حسد ایک ایسی آگ ہے جو انسان کی تمام نیکیوں کو جلا ڈالتی ہے چاہے وہ جس طرح کی بھی نیکی ہو، اسے حسد چھوڑتا نہیں ہے صفایا کر دیتا ہے۔ اللہ کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم سے پہلی امتوں کی بیماری تمہارے اندر سرایت کر گئی ہے اور وہ قدیم بیماری حسد اور کینہ اور بغض ہے۔ اور وہی ہے جو بالکل مونڈ ڈالنے والی حالقہ ہے۔ میں نہیں کہتا کہ یہ بالوں کو مونڈ ڈالتی ہے بلکہ دین کو صفاچٹ کر کے چھوڑتی ہے۔

چونکہ ہر نعمت والا محسود ہوتا ہے اور آدمی نعمت ملتے ہی لوگوں کے حسد کا شکار ہونے لگتا ہے۔ ضروری نہیں کہ اس کا دشمن ہی اس کا حاسد ہو بلکہ نعمت ملتے ہی اپنے پرائے، خویش واقارب حتی کہ سگے بھائی، پیاری بہن، دوست واحباب اور پاس وپڑوس کے رہنے والے حاجی نمازی اور بیوی اور بچے کے بھی حسد سے بسا اوقات آدمی نہیں بچ پاتا۔ اگر اس سے بچنے کی مناسب وبروقت تدبیر نہ کی گئی تو بھیانک نتائج برآمد ہونے لگتے ہیں۔ ایسے میں ضروری ہو جاتا ہے کہ آدمی اس سے بچنے کی تدبیر ضرور کرے۔ اس سلسلہ میں حسد سے بچاؤ کے چند اہم فارمولے ہیں جن کو آزمانا اور کام میں لانا چاہئے۔

حسد سے بچنے کی پہلی تدبیر یہ ہے کہ آپ جس نعمت سے محظوظ ومستفید ہو رہے ہیں اسے ہر کہہ ومہ پر ظاہر نہ کریں اور حاسدوں پر ظاہر ہونے ہی نہ دیں، جیسا کہ برادران یوسف علیہ السلام پر خواب کو نہ بیان کرنے کی تاکید یوسف علیہ السلام کو کی تھی۔ بعض روایتوں میں صاف صاف بتایا گیا ہے کہ اپنی ضرورتوں اور نعمتوں کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لیے انہیں چھپایا کرو، کیوں کہ نعمت والے کے ساتھ حسد کیا جاتا ہے۔ جب دیکھو کہ کوئی حاسد ہے تو اپنی نعمت کو پوشیدہ رکھو۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہر بات ہر آدمی سے چھپاتے پھرو اور یوں مستقل وہم اور شک اور لوگوں کے ساتھ بدگمانی کرنے میں مبتلا ہو جاؤ۔

دوسری اہم ترکیب وتدبیر یہ ہے کہ ذکر واذکار اور دعا واستغفار اور اوراد ووظائف سے کبھی غافل نہ ہو بلکہ کثرت ذکر وفکر میں مشغول رہو، حسد اور حاسد سے اللہ جل شانہ کی پناہ مانگنا بھی اہم ترین تدابیر میں سے ہے اور بچاؤ کے لیے

ضروری باتوں میں سے اہم ہے کیونکہ جسے وہ رکھے اسے کون چکھے۔ دنیا کے ہر معاملے اور مصیبت میں وقتی اور عارضی اسباب اللہ کی توفیق اور حکم سے کام میں آجاتے ہیں مگر حسد ایک ایسی منحوس ومضر چیز ہے جس سے اللہ تعالیٰ نہ بچائے تو بچنا محال ہے۔

آج ہم اس مضبوط قلعہ اور طاقتور ومحفوظ پناہ گاہ کو چھوڑ کر نہ جانے کہاں کہاں بھٹک رہے ہیں؟ اس مناسبت سے یہ واضح کردینا مناسب اور ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ایک انسان کے لیے ان اوراد ووظائف کا پڑھنا مطلوب و مقصود ہے، نہ کہ اُنہیں دیواروں کی زینت بنانا، کتابوں اور تختیوں پر طغرے کی شکل میں ڈھالدینا یا اپنے نونہالوں کے گلوں میں اور عمارتوں کے دروازوں پر ڈال دینا۔ یہ کسی طرح کافی اور ان کا بدل نہیں ہوسکتا ہے۔

اس سلسلہ میں ایک تیسری بات بھی اہم ہے جسے دھیان ودماغ میں رکھنا چاہئے۔ وہ یہ ہے کہ حسد کی جگہوں سے بھی بچنا اہم اور ضروری ہے۔ کیونکہ حاسدوں کے حسد کو ٹالنا بیحد مشکل امر ہے۔ نہ اسے زور بازو سے ٹالا جاسکتا ہے، نہ سیم وزر کی جھنکار سے پھیرا جاسکتا ہے۔ اس کو زائل کرنا انسان کے بس کا روگ ہے ہی نہیں۔

جلیل القدر صحابی رسول، کاتب وحی اور فاتح قسطنطنیہ وشام وغیرہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں دنیا کے ہر آدمی کو راضی کرلینے پر قدرت رکھتا ہوں سوائے حاسد کے، جو ہم کو دی گئی نعمتوں کو دیکھ کر حسد کرتا رہتا اور نظر بدلگاتا ہے۔ وہ اس نعمت کے زائل اور ختم ہوجانے کے علاوہ کسی بھی مال و منال اور رعب و دبدبہ سے رضامند ہوہی نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ حسد نام ہی ہے حاسد کی اس آرزو اور تمنا کا کہ کیسے اور کب محسود سے دولت ونعمت ختم ہوجائے؟ اس کی پوری خواہش اور کوشش ہوتی ہے کہ یہ دولت کب چھن جائے اور اسے مل جائے یا کسی اور کی طرف منتقل ہوجائے۔ اسی لیے حاسد کے بارے میں مشہور ہے کہ جب آپ مسرور وشادماں ہوں تو اس پر غموں کا پہاڑ ٹوٹ پڑتا ہے۔ تمہاری اولاد کامیاب ہو تو اس کا سینہ پھٹتا ہے۔ تم کو کوئی منصب ومقام حاصل ہوتا ہے تو اس کی بے چینی بڑھ جاتی ہے۔ غرضیکہ حاسد حسد کرنے پر آتا ہے تو اسے کچھ سجھائی نہیں دیتا۔ اسی لیے متنبّی نے اپنی جانثاری وفداکاری کے ذریعہ اپنے ممدوح سیف الدولہ کے دشمنوں کے چھکے چھڑادینے کی بات کہی۔ سیف الدولہ کی شجاعت وشہامت اور سخاوت ودریادلی کا ذکر کیا، اور بتایا کہ سارے ہی دشمن اس کی طاقت وسطوت اور مال ومنال سے سرنگوں کردیئے جاتے ہیں مگر یہ امیر کے بس کی بات نہیں ہے کہ وہ حاسدوں کے حسد سے مامون ومحفوظ ہوجائے۔ چنانچہ وہ مجبور ہوا کہ رب کی دہائی دیتے ہوئے دعا کا سہارا لے۔

وقى الأمير هوى العيون فانه
ما لا يزول ببأسه وسخائه

''اللہ تعالیٰ امیر کو حاسدوں کی نظر بد سے محفوظ رکھے، کیوں کہ حاسدین کی نظر بد کا ازالہ امیر کی طاقت اور فیاضی سے نہیں کیا جاسکتا''۔

آج جب کہ حسد وکینہ اور دشمنی وعداوت بے جا بجا اور عام ہے، اس سے نہ کوئی سیاسی جماعت محفوظ ہے نہ سماجی، نہ دینی نہ رفاہی، نہ اصلاحی نہ فسطائی، سب ہی اس حمام میں ننگے نظر آرہے ہیں۔ افراد محفوظ ہیں نہ جماعتیں اور نہ انجمنیں نہ تنظیمیں، 'گھر گھر دیکھا ایک ہی لیکھا' کا سماں ہے، بلکہ ایک ایک تنظیم وجماعت میں حسد کی ایسی گرم بازاری ہے کہ آپ تصور ہی نہیں کرسکتے کہ دو سگے بھائی ہیں یا دونوں موحد اور اتباع کتاب وسنت کے دعویدار ہیں؟ ایسے میں ضروری ہے کہ کچھ ایسی تدبیر بتائی جائے جس سے حسد جیسی مہلک و مضر بیماری سے چھٹکارا پایا جائے یا کم از کم اس میں تخفیف ہوجائے۔ تو جب کسی دل میں حسد کے شرارے پھوٹنے لگیں، کینہ سینہ میں جنم لینے لگے، وساوس وخطرات دل میں آنے لگیں، تو پہلا کام یہ کریں کہ جو لوگ بھی کم درجے کے ہیں ان کی طرف دیکھیں، ان کے حالات پر غور کریں اور ان لوگوں کی طرف للچائی ہوئی نظروں سے ہرگز نہ دیکھیں جن کو اللہ تعالیٰ نے فوقیت دی ہے اور وہ آپ سے کسی بھی طور پر بڑی نعمتوں سے متمتع ہیں۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حسد سے بچنے کے لیے جو نسخۂ کیمیا اور تریاق عطا فرمایا ہے کہ جو تم میں سے نیچے ہیں ان کی طرف دیکھو، جو تم میں سے اوپر ہیں ان کی طرف مت دیکھو، وہی زیادہ مناسب اور لائق ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی قدر کرو اور اس کی نعمتوں کو حقیر نہ جانو۔

اللہ کے نبی رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لیے یہ خوبصورت اور عظیم منہج متعین فرمادیا ہے کہ ہم جب اپنے سے اوپر والوں کو دیکھیں گے تو دیکھتے دیکھتے اور سوچتے سوچتے تھک ہار کر بیٹھ جائیں گے، حسرتوں اور غموں میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا اور آرزؤں اور تمناؤں میں الجھتے اور پھنستے چلے جائیں گے اور حاصل کچھ نہ ہوگا۔ جس کسی کی اچھی صحت دیکھی تو اپنی عافیت بھول گئے۔ آپ کے پاس ایک گھر ہے دو گھر والے کے حسد میں گھلنے لگے۔ آپ کے پاس ایک ہی محل ہے اب دو محلوں والے کی طرف دیکھ کر رال ٹپکنے لگی،

برخلاف اس کے اپنے مختصر مکان میں رہ کر خوشی محسوس کریں گے اور رب کا شکر ادا کریں گے اور اس کی دی ہوئی دولت ونعمت پر مارے خوشی کے آنسو نکل آئیں جب ان جھگی جھونپڑی والوں پر نظر دوڑائیں گے۔ اور اگر جھگی جھونپڑی ہی مقدر میں ہے تو حسد کرنے کے بجائے دیکھئے کہ آپ جیسے بہت سے ہم وطنوں کو جن میں آپ کے اقران واصحاب بھی ہوسکتے ہیں ان کو جھگی بھی نصیب نہیں، وہ فٹ پاتھ پر دھتکار سہتے اور سنتے ہوئے رات بسر کرلیتے ہیں۔ کیا آپ قوت لایموت پر بھی اللہ کے شکر گذار اور اس کے احسان منداس وقت نہ ہوں گے جب آپ کے پڑوس اور ملک میں آپ ہی جیسے جذبات واحساسات اور حاجات رکھنے والے آپ کے بہت سے بھائی نان شبینہ کے محتاج ہیں اور دانہ دانہ کے لیے ترس رہے ہیں۔ یہ نبوی نسخہ یاد رکھئے تو یہی نہیں کہ یہ آپ کو حسد کی آگ میں جلنے اور جھلسنے سے مامون مصؤن کردے گا بلکہ آپ یک گونہ راحت وسکون روحانی اور اطمینان جسمانی محسوس کرکے مسعود وماجور ہوں گے۔

حسد کے دواعی واسباب جب آپ کے قلب وجگر میں حرکت پیدا ہونے لگے تو پہلے ہی آپ نعمت و دولت سے متمتع اس انسان کو دیکھ کر ماشاء اللہ، تبارک اللہ، تبارک الرحمٰن کہنا شروع کردیں۔ دیکھئے کس طرح حسد کی آگ سے خود بچتے ہیں اور اپنے بھائی کو بھی نظر بد سے بچانے کا اجر سمیٹتے ہیں۔ ایسے میں آپ خوشی محسوس کریں گے اور لائق رشک قرار پائیں گے۔ بعض روایتوں میں ارشاد فرمایا گیا کہ کیونکر تم میں سے کوئی اپنے ہی بھائی کے قتل کا مرتکب ہوتا ہے، جب وہ اپنے کسی بھائی کے اندر ایسی بات دیکھتا ہے جو اسے پسند آجاتی ہے اور خوش کن لگتی ہے تو ایسی حالت میں اس کے لیے برکت کی دعا اور ماشاء اللہ وتبارک اللہ کہو۔

اس سلسلہ میں ایک اور بات جو ضروری اور اہم معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ دلوں کو روگ لگنے کی وجہ سے ہی حسد کے شرارے پھوٹتے ہیں۔ تو پھر کیوں نہ صفائے قلب اور نظافتِ دل وجگر کا سامان کیا جائے؟ کیونکہ اگر دلوں کی صفائی ہوگئی تو پھر حسد جیسی مہلک بیماری اور ظالم کو مظلوم ٹھہرادینے والے دشمن سے مامون ومحفوظ ہوجائیں گے۔ صفائے قلب کے لیے بہت سے نسخے ہیں۔ نیک صحبتیں، ذکر وفکر کی مجلسیں، زہد ورقاق اور ترغیب وترھیب کی حدیثیں اور قرآن کی تلاوتیں اس میں انتہائی مفید ہیں۔ الداء والدواء اور امام ابن القیم، امام ابن تیمیہ، ابن رجب حنبلی اور علماء اسلام کی تصانیف کا مطالعہ کرتے رہنا چاہئے اور قرآن کریم جو شفاء لما فی الصدور ہے اس کے لیے تو تریاق ہے ہی۔ جس نے گالیاں سن کر دعائیں دیں اور جو بلاؤں اور آزمائش میں سب سے زیادہ سرخرو وشاداماں نکلا تھا اور جس کا دل آب زمزم وکوثر سے ہی نہیں بلکہ رب کی خاص عنایت سے صاف و شفاف اور نقی وتقی بنا کر دنیا والوں کے لیے رحمۃ للعالمین بنادیا گیا تھا اس محسن اعظم کے فرمودات عالیہ وارشادات قیمہ کی تلاوت وروایت کو حرز جان بنالو تو اس تپتی اور دہکتی ہوئی دنیاوی جہنم حسد سے نجات پاؤ گے۔ اور قیامت میں ''**ونزعنا ما فی صدورھم من غل**'' کی خوش خبری سے پہلے ہی دنیا کے اس کھٹکے اور جھٹکے سے بھی محفوظ ومامون اور منعم وماجور ہوجاؤ گے۔ ''**قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ. مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ. وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ. وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ. وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ**''۔

ایک موقع سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال ہوا کہ لوگوں میں سب سے افضل کون ہیں؟ آپ نے فرمایا: کہ ''**کل مخموم القلب و صدوق اللسان**''۔ لوگوں نے کہا کہ ''صدوق اللسان''، ''سچی زبان والا'' ہونے کے معنی تو معلوم ہیں لیکن مخموم القلب کے کیا معنی ہیں۔؟ آپ نے بتایا کہ تقی ونقی جو تقوی وپرہیزگاری اور صفائی دل وستھرائی باطن سے بھرا پڑا ہو، نہ اس کے دل میں گناہوں کے لیے کوئی جگہ ہو، نہ ہی سرکشی وسرتابی اور ظلم وزیادتی کی سوچنے کی گنجائش ہو، نہ دل میں کسی طرح کا کھوٹ اور کینہ رکھتا ہو اور حسد و بغض سے جو دل بالکل صاف ہو وہی دل مخموم ہے اور بس۔

اخیر میں اپنی بات مشہور لغوی اور راوی حدیث امام اصمعی رحمہ اللہ کی بات پر ختم کرتا ہوں۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک عرب دیہاتی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ''**مارأیت ظالما أشبہ بمظلوم مثل الحاسد فھو فی حزن دائم وعقل ھائم وفی حسرۃ لا تنقضی**''۔ میں نے حاسد سے زیادہ کسی ظالم کو مظلوم کے مشابہ نہیں دیکھا، جو ہمیشہ ایسے غم واندوہ اور فکر وحسرت میں جیتا ہے جو کبھی بھی ختم نہیں ہوتا۔ مجھے بے حد حیرانگی اور تعجب ہے کہ آپ اتنی بڑی مملکت کے مالک، اتنی بڑی سوسائٹی کے سربراہ، اتنی عظیم تنظیم کے ناظم، اتنی بڑی جمعیت کے ذمہ دار اور اتنی بڑی انجمن کے منتظم ومنصرم ہیں اس کے باوجود آپ کو یہ گھٹیا اور مہلک مرض لاحق ہوجاتا ہے اور سب سے بڑی بات یہ کہ آپ ایک انسان اور صاحبِ ایمان ہونے کے باوجود اتنے چھوٹے مگر خطرناک روگ کو پالے ہوئے ہیں؟! مجھے یہ بات پوری ہمدردی سے کہنی تھی سو کہہ دی۔

شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات

☆☆☆

پندرہ روزہ جریدہ ترجمان دہلی

خودکشی: معاشرہ کا ناسور، سنگین جرم

خورشید عالم مدنی، پھلواری شریف، پٹنہ
9934671798

آج کل خودکشی کا رجحان عام ہوتا جارہا ہے، آئے دن خودکشی کے واقعات رونما ہورہے ہیں، جن کی خبریں آپ اخبارات اور مختلف نیوز چینلز سے دیکھتے اور سنتے ہیں، عالمی ادارہ صحت ڈبلیو ایچ او کی ایک رپورٹ کے مطابق دنیا میں ہر ۴۰ سیکنڈ میں ایک انسان خودکشی (Sucied) کر کے موت کی آغوش میں چلا جاتا ہے، قومی تنظیم کے مطابق ہمارے ملک میں مختلف اسباب سے طلباء کی خودکشی کے واقعات میں مسلسل اضافہ ہوتا جارہا ہے اور اس وقت حالات یہ ہیں کہ ملک میں ہر گھنٹے کہیں نہ کہیں کوئی نہ کوئی طالب علم اپنی زندگی کا خاتمہ کرلیتا ہے، وزارت داخلہ نے اس سلسلے میں جو رپورٹ پیش کی ہے اس کے مطابق دسویں سے بارہویں کے درمیان مایوسی، ناکامی یا خوف سے خودکشی کرلینے والے طلباء کی تعداد میں لگاتار اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ وزارت نے جو رپورٹ جاری کی ہے اس کے مطابق صرف ۲۰۱۶ میں ۹۴۷۴ طالب علموں نے خودکشی کی (قومی تنظیم ۸جنوری ۲۰۱۸ء)

اسی طرح این، سی، آر بی (نیشنل کرائم رکارڈ بیورو) کی رپورٹ کے مطابق ہندوستان میں ۴۶ کسان یومیہ خودکشی کرتے ہیں ۱۹۹۵ سے ۲۰۱۳ تک یعنی کل اٹھارہ سالوں میں ۲۹۵۴۳۸ کسانوں نے خودکشی کی ہے۔

خودکشی یہ خود اپنے ہاتھوں اپنی زندگی گوانے کی کوشش کا نام ہے، اس کے لئے مختلف حربے استعمال کئے جاتے ہیں۔ کوئی بہتے دریا میں چھلانگ لگاتا ہے، کوئی زہریلی دواؤں کا استعمال کرتا ہے، کوئی کنپٹی پر پستول رکھ کر ٹریگر کو دبانا پسند کرتا ہے، اور بہت سے لوگ ٹرین کے نیچے آکر مرنا پسند کرتے ہیں، عورتوں میں زیادہ تر پنکھے میں لٹک کر، مٹی کا تیل چھڑک کر آگ لگانے کو ترجیح دی جاتی ہے۔

اور اس کے مختلف اسباب ومحرکات ہیں ان میں عشق میں ناکامی، کمپٹیشن کے امتحان میں ناکامی، گھریلو جھگڑے، بیروزگاری، بیماری، غربت وتنگ دستی، قرض کی عدم ادائیگی، بیٹیوں کی شادی کا مسئلہ، بدنامی کا خوف اور جانی ومالی نقصان سرفہرست ہیں اسلام دنیا کا پہلا نظام حیات ہے، جس میں خودکشی کو حرام اور کرنے والے کو جہنمی قرار دیا ہے، اس کی نگاہ میں زندگی اللہ تعالیٰ کا ایک خوبصورت عطیہ ہے، اسے اس کی رضا کے حصول اور مرضی کے مطابق ہی استعمال کیا جائے، کون انسان کب تک زندہ رہے گا اور کب اس کی موت ہوگی یہ اللہ ہی جانتا ہے، جس نے اس کو پیدا کیا وہی اس کی جان ختم کرنے کا اختیار بھی رکھتا ہے، جس نے زندگی دی ہے وہی فیصلہ کرے گا کہ زندگی کب واپس لی جائے گی، انسان کو یہ فیصلہ کرنے کا حق نہیں ہے کہ اسے کب تک دنیا میں رہنا ہے اور کب یہاں سے کوچ کر جانا ہے، انسان کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اپنی زندگی کی حفاظت کرے، اس میں کوئی تصرف نہ کرے، وہ تندرست رہنے کے لئے مناسب ادویہ اور تدابیر اختیار کرے اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو گنہگار ہوگا۔ ارشاد باری ہے، وَ اَنۡفِقُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ وَلَا تُلۡقُوۡا بِاَیۡدِیۡکُمۡ اِلَی التَّہۡلُکَۃِ وَاَحۡسِنُوۡا اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الۡمُحۡسِنِیۡنَ اللہ کے راستے میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں سے اپنی جان کو ہلاکت میں مت ڈالو اور احسان کرو اللہ تعالی احسان کرنے والے کو پسند کرتا ہے۔ (البقرہ: ۱۹۵) اس آیت میں اللہ تعالیٰ جان کو ہلاک کرنے کی ممانعت کے ساتھ جان کی حفاظت کا دو اہم نسخہ بتایا ہے اور وہ انفاق واحسان ہے۔ یعنی جب آپ دوسروں پر خرچ کریں گے، احسان کریں گے تو اللہ کی محبت بھی حاصل ہوگی اور دنیا والے آپ کے جذبہ جود وسخا سے متاثر ہوکر زندگی کے سفر میں آپ کو تنہا بے یار ومددگار نہیں چھوڑیں گے، وہ آپ کے غموں میں شریک اور آپ کی پریشانیوں میں ساجھی بنیں گے۔ پھر خودکشی کا کوئی وائرس آپ کے ذہن ودماغ میں پیدا نہیں ہوگا۔ رسول گرامی ﷺ فرماتے ہیں: فان لجسدك عليك حقا وان لعينك عليك حقا تمہارے جسم کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری آنکھوں کا تم پر حق ہے۔ (بخاری، کتاب الصوم) یہ حکم نبوی واضح طور پر اپنے جسم وجان اور تمام اعضاء کی حفاظت اور ان کے حقوق ادا کرنے کی تلقین کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں خودکشی اتنا بڑا جرم ہے کہ اس نے یہودیوں سے یہ وعدہ لیا تھا کہ وہ نہ تو دوسروں کو قتل کریں گے، نہ آپس میں خون بہائیں گے اور نہ ہی اپنے آپ کو ہلاک کریں گے لیکن وہ ان تمام عہدناموں سے مکر گئے ثُمَّ اَنۡتُمۡ هٰٓؤُلَآءِ تَقۡتُلُوۡنَ اَنۡفُسَکُمۡ (بقرہ: ۸۵) پھر تم اپنی جانوں کو قتل کرنے لگے۔ اور خودکشی کے اقدام سے منع کرتے ہوئے فرمایا ''وَلَا تَقۡتُلُوۡۤا اَنۡفُسَکُمۡ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِکُمۡ رَحِیۡمًا وَمَنۡ یَّفۡعَلۡ ذٰلِکَ عُدۡوَانًا وَّظُلۡمًا فَسَوۡفَ نُصۡلِیۡہِ نَارًا وَکَانَ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ یَسِیۡرًا اور اپنے آپ کو قتل نہ کرو، یقیناً اللہ تعالیٰ تم پر نہایت مہربان ہے اور جو شخص یہ نافرمانیاں سرکشی اور ظلم سے کرے گا تو عنقریب ہم اس کو آگ میں داخل کریں گے اور یہ اللہ پر آسان ہے۔ (النساء: ۲۹-۳۰)

بسا اوقات انسان حالات کے ہاتھوں تنگ آکر، زندگی سے مایوس وبے زار ہوکر، گوشہ نشینی، تنہائی اور اداسی سے اکتا کر خودکشی پر آمادہ ہوجاتا ہے اس کا بہترین علاج رب العالمین نے اس آیت میں بیان کیا ہے وہ ہے، اِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِکُمۡ

رَحِيْمًا کہ وہ ایسے حالات میں اللہ رحمٰن ورحیم کی طرف رجوع کرے اوراس سے رحم وکرم کی بھیک مانگے، اس سے مدد کی درخواست کرے، اس کی رحمت میں جوش میں آئے گی اور سنہرے مستقبل کا خواب شرمندۂ تعبیر ہوجائے گا، اس کی درخواست کی قبولیت کا رب نے وعدہ کیا ہے۔ "اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ "میں ہر پکارنے والے کی پکار کو جب بھی وہ مجھے پکارے، قبول کرتا ہوں۔(البقرہ:۱۸۶)

حضرت ایوب علیہ السلام نے برسہا برس بیماری کی شدت میں زندگی گذاری لیکن صبراوراس یقین کے ساتھ رہے کہ جس اللہ نے بیماری دی ہے وہی شفا بھی دے گا اوراسی صبر کے بدلے میں شفا پائی۔ اللہ پر یہ یقین وبھروسہ ہونا چاہیے کہ ہمارے مسائل ومشاکل کو حل کردینا یہ اللہ کے لئے مشکل نہیں ہے وہ ضرور ہمیں اس بھنور سے نکالے گا "وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُه "اور جو شخص اللہ پر توکل کرے گا اللہ اسے کافی ہوگا۔(الطلاق:۳)

آج انسانیت جو اس مرض میں مبتلا ہے اور ہزار کوشش کے باوجود مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی کا معاملہ نظر آرہا ہے، اگر وہ چاہتی ہے کہ اس مرض کا سدباب ہو، انسانیت کا تحفظ ہو، وہ اپنے پاؤں پر کلہاڑی نہ مارے اوراپنے ہاتھوں اپنی زندگی کا چراغ گل نہ کرے تو اسے اسلام کے پیش کردہ نسخہ کیمیا کو اپنانا ہوگا اور یہاں اپنے مسائل کا حل ڈھونڈھنا ہوگا۔ اس لئے کہ خودکشی کے عالمی اعداد وشمار گواہ ہیں کہ ایسا مسلمان جو اپنے دین پر عمل پیرا ہیں، جس کے سینے میں ایمان کا چراغ روشن ہے وہ خودکشی نہیں کرتے، یہ اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ عالمی سطح پر خودکشی کے پھیلتے ناسور کو روکنے کی آسان ترکیب یہ ہے کہ دنیا اسلام کی تعلیمات کو قبول کرلے اوراسے اپنے عمل کے دھاگے میں پروئے، ایک مسلمان اس لئے اس فعل حرام سے اجتناب کرتا ہے کہ اس کے تحت الشعور میں یہ پنہاں ہے کہ مصیبت، مایوسی اور نامرادی کا حل اپنی زندگی سے ہاتھ دھولینا نہیں ہے بلکہ ایسے حالات میں اس قادر مطلق کی طرف رجوع کرنا چاہیے اوراس سے زندگی کی تلخیاں بیان کرنی چاہیے جو مدبر کائنات ہے اوراپنی حکمت جمالی وجلالی سے اس کائنات کے نظم ونسق کو سنبھالے ہوا ہے۔ ایک مسلمان کبھی مایوس نہیں ہوتا وہ ہمیشہ پرامید رہتا ہے کیونکہ مایوسی کفر ہے وہ کبھی بے صبری کا، جھنجھلاہٹ کا مظاہرہ نہیں کرتا کیونکہ اسلام نے اسے ہرحال میں صبر کی تعلیم دی ہے، اس لئے وہ پیش آمدہ حالات اور مشکلات میں جزع فزع اور گھبراہٹ وبے چینی کے بجائے جم کر حالات کا مقابلہ کرتا اور جو تدبیریں اس کے بس میں ہوں ان کو پوری حکمت وبصیرت کے ساتھ اختیار کرتا ہے اور نتیجہ اللہ کے حوالہ کردیتا ہے اس سے انسان کی قوت ارادی مضبوط ہوتی ہے اور آدمی کے اندر خود اعتمادی اور اللہ اعتمادی پیدا ہوتی ہے۔

اسلام پر عمل کرنے والے اور ایمان رکھنے والے کو خودکشی کی ضرورت نہیں پڑتی، اس لئے کہ خودکشی کرنے والے عام طور پر معاشرہ سے کٹے ہوئے اور تنہائیوں کے مارے ہوتے ہیں جبکہ مسلمانوں کا دین اسے پانچ مرتبہ مسجد میں جمعہ وعیدین میں شہر کے تمام لوگوں سے ملنے کا موقع دیتا ہے جن میں اس کی ملاقاتیں بھی ہوتی ہیں مراسم وتعلقات بھی بنتے ہیں۔ جس سے اس کی تنہائی دور ہوجاتی ہے۔

ایک شریف گھرانہ کی باپردہ مسلمان عورت کا یہ ہولناک واذیت ناک تصوراس کے ذہن ودماغ سے خودکشی کے شیطانی منصوبہ کو ختم کردیتا ہے کہ اس عمل قبیح کے بعد اس کا پوسٹ مارٹم کیا جائے گا وہ برہنہ ایک میز پر پڑی ہوگی اوراجنبی مردان کے جسم کی کاٹ چھانٹ کررہے ہوں گے علاوہ ازیں اسلام کا تصور آخرت بھی اس عمل سے دوری اختیار کرنے میں اہم رول ادا کرتا ہے، دنیا کی اس مختصر سی زندگی کے بعد دوسری دائمی زندگی ہوگی جہاں زندگی کے تمام اعمال کا حساب دینا ہوگا اوراسی کے مطابق جنت وجہنم کے فیصلے ہوں گے۔

یہ اسلام کا امتیاز واختصاص ہے کہ اس نے یتیموں کی سرپرستی کی اوراس کی کفالت پر جنت کی بشارت دی ہے تاکہ وہ صحیح سمت میں اپنی زندگی کا سفر طے کرے۔ اگرانہیں ان کے حال پر چھوڑ دیا جائے تو ممکن ہے اس کا دامن آنسوؤں سے بھر جائے وہ زندگی سے مایوس وبے زار ہوجائے اور ڈپریشن ومجرمانہ ذہنیت کا حامل بن کر خودکشی پر آمادہ ہوجائے۔

یہ دنیا کا پہلا مذہب ہے جس نے ایک طرف زندگی میں خودکشی کرنے کے تمام اسباب کو خارج از امکان قرار دیا تو دوسری طرف خودکشی کرنے والوں کو مرنے کے بعد ملنے والی دردناک سزاؤں کا بھی بیان کیا ہے۔ رسول گرامی ﷺ فرماتے ہیں جس شخص نے اپنے آپ کو پہاڑ سے گرا کر ہلاک کردیا وہ دوزخ کی آگ میں اوپر سے نیچے گرتا رہے گا اور ہمیشہ اس میں رہے گا اور جس نے زہر پی کر اپنے آپ کو ہلاک کیا وہ ہمیشہ جہنم کی آگ میں وہ زہر پیتا رہے گا۔ اسے کبھی رہائی نصیب نہ ہوگی اور جس شخص نے لوہے کے ہتھیار سے خود کو قتل کیا وہ ہتھیار اس کے ہاتھ میں ہوگا جس سے وہ جہنم میں اپنے پیٹ میں بھونکتا رہے گا اور یہ ہمیشہ کے لئے ہوگا (بخاری ۵۴۴۲، مسلم ۱۰۹)

پھر نبی کریم ﷺ جو سراپا رحمت ہیں خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ نہیں پڑھائی تاکہ لوگ ایسا کام نہ کریں لیکن دوسرے لوگوں کو اس کی نماز جنازہ پڑھنے کی اجازت دی جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایک شخص لایا گیا جس نے نیزے سے اپنے آپ کو ہلاک کرلیا تھا۔ آپ نے اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھائی۔ (دیکھیں صحیح مسلم ۹۷۸، شرح المسلم للنووی ۷/۴۷)

پس ہمیں چاہیے کہ ہم اسلامی تعلیمات کے مطابق اپنی زندگی گذاریں، اپنی اولاد کی تربیت سے غافل نہ ہوں، مخرب اخلاق سیریلوں اور فلموں سے دور رہیں، اسی طرح علماء وائمہ ودانشوران سے بھی گذارش کروں گا کہ وہ خودکشی کی سنگینی اس کے مضر اثرات اور وعیدوں سے بھی امت مسلمہ کو باخبر کرنے کی سعی بلیغ کریں۔ تاکہ ہمارا سماج اس لعنت وناسور سے پاک ہوجائے اور ایک صالح معاشرہ کی تشکیل ہوسکے۔ وباللہ التوفیق

☆☆☆

پندرہ روزہ جریدہ ترجمان دہلی

ماہ رجب اور مسلمانوں کا طرز عمل

محمد ہارون خاں محمدی

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ یَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَاۤ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ الخ (التوبہ:۳۶)

بے شک اللہ کی کتاب میں (سال کے) مہینوں کی تعداد بارہ ہے۔اس دن سے ہی جس دن اللہ تعالیٰ نے آسمان وزمین کو پیدا فرمایا انہیں بارہ میں سے چار مہینے حرمت والے (لائق احترام) ہیں۔یہی سیدھا دین ہے (خصوصاً) ان بزرگی والے مہینوں میں اپنے آپ پر ظلم نہ کرو اور مشرکوں سے مکمل طور سے ویسے ہی قتال (جنگ ولڑائی) کرو جس طرح وہ تم سے کرتے ہیں اور جان لو (اس بات کو خوب اچھی طرح سمجھ لو) کہ یقیناً اللہ تعالیٰ متقیوں (اللہ سے ڈرنے والوں اور پرہیزگاری اختیار کرنے والوں) کے ساتھ ہے۔''

اس آیت کریمہ کا شان نزول (اترنے کا وقت وسبب) یہ ہے کہ فتح مکہ سے قبل ایک مرتبہ مسلمانوں نے مکہ کا رخ کیا اور دل میں یہ ڈر وخوف لگا ہوا تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ حرمت والے مہینوں میں کافروں سے جنگ کرنی پڑ جائے اس وقت اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو تسلی دیتے ہوئے اس آیت کریمہ کا نزول فرمایا:

چار حرمت والے مہینے (۱) ذی قعدہ (۲) ذی الحجہ (۳) محرم (۴) رجب ہیں۔

ذی قعدہ: اس مہینے کی حرمت اس وجہ سے تھی کہ وہ لوگ جنگ وجدال سے باز رہتے تھے۔

ذی الحجہ: ذی الحجہ کی حرمت اس وجہ سے تھی کہ اس ماہ مبارک میں وہ حج کرتے اور مناسک حج کی ادائیگی میں مصروف رہتے۔

محرم: محرم کی حرمت بایں سبب تھی کہ وہ لوگ اس ماہ میں اپنے دور دراز شہروں سے آئے ہوئے مامون ہو کر لوٹ جائیں اور انہیں کوئی خطرہ لاحق نہ ہو۔

رجب: رجب کی حرمت اس وجہ سے تھی کہ عرب وغیرہ کے دور دراز علاقوں سے جو لوگ زیارت بیت اللہ (حج کے لئے) اور عمرہ کرنے کے لئے آنا چاہیں تو وہ آئیں اور حج بیت اللہ وعمرہ وغیرہ سے فارغ ہو کر مع امن وامان واپس لوٹ جائیں ان کے لئے کوئی خطرہ نہیں۔(تفسیر ابن کثیر)

احادیث فضائل رجب اور ان کا قلع قمع:

اولاً ہم یہ بات ذکر کر دیں کہ جتنی احادیث ماہ رجب کے فضائل نیز اس ماہ میں صوم وصلوۃ خصوصاً جو ۲۷/رجب کے متعلق بیان کی جاتی ہیں وہ ساری کی ساری موضوع، من گھڑت وناقابل عمل ہیں۔شیخ ابو الخطاب نے اپنی کتاب ''اداء مـــا وجـب مـن بيـان وضـع الوضـاعين فی رجب'' حافظ مؤتمن بن احمد ساجی کے حوالے سے بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ خراسان کے شیخ امام عبداللہ انصاری رجب کا روزہ نہیں رکھتے تھے بلکہ اس روزہ کے رکھنے سے سختی سے روکتے اور فرماتے رجب کی فضیلت یا اس کے روزے کے بارے میں نبی کریم ﷺ سے کچھ بھی ثابت نہیں ہے بلکہ صحابہ کی ایک جماعت (بشمول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ وحضرت عمر رضی اللہ عنہ) سے اس روزے کی کراہت (ناپسندیدگی وحرمت) ثابت ہے حضرت عمرؓ اس رجب کے روزہ رکھنے والے کو درے لگاتے تھے۔جس اثر کو ابو عثمان سعید بن منصور نے اس طرح بیان کیا ہے۔

حدثنا سفيان عن مسعر عن وبرة عن خرشة ان عمر بن الخطاب رضی الله تعالى عنه كان يضرب ايدی الرجال فی رجب اذا رفعوها عن طعامه حتى يضعوها فيه ويقول: انما هو شهر كان اهل الجاهلية يعظمونه.

ہم سے سفیان نے مسعر کے واسطے سے اور انہوں نے وبرہ اور وبرہ نے خرشہ کے واسطے سے بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت عمرؓ رجب کے مہینے میں ان لوگوں کے ہاتھوں پر مارتے تھے جو لوگ کھانا کھانے سے اپنے ہاتھ کھینچ لیتے تھے (کہ ہمیں روزہ ہے ہم کیسے کھائیں) جب تک وہ لوگ کھانا کھانا شروع نہ کر دیتے۔اور فرماتے کہ یہ ایسا مہینہ ہے جس کی تعظیم واحترام اہل جاہلیت کیا کرتے تھے (یعنی اس کی حد سے زیادہ تعظیم کرنا وغیر مشروع کام انجام دینا یہ ہم مسلمانوں کا نہیں بلکہ جاہلوں کا شیوہ اور وطیرہ رہا ہے)

اس میں کوئی شک نہیں کہ نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا بہت نیک عمل وتقرب الٰہی کا بہترین ذریعہ ہے یہاں یہ سوال بھی پیدا ہو سکتا ہے کہ تب رجب کا روزہ اور نماز کار ثواب وکار خیر کیوں نہیں؟ اس کا آسان سا جواب یہی ہے کہ ہر عمل خیر کی دلیل نبی کریم ﷺ کا قول فعل اور عمل ہے اور یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو گئی کہ ماہ رجب کے روزے اور نماز کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے اللہ کے رسول ﷺ نے کبھی تخصیص ماہ رجب نہ نماز پڑھی اور نہ ہی روزہ رکھا ہے لہٰذا یہ عمل عمل خیر تو کیا بلکہ صریح بدعت وگمراہی ہے نیز اس عمل پر کاربند شخص مستحق ثواب نہیں بلکہ مستحق سزا وعذاب ہوگا۔صحابہؓ میں بھی اس کی کوئی دلیل نہیں ملتی بلکہ صحابہؓ نے اس عمل اور اس جیسے عمل سے سختی سے منع کیا اور روکا ہے حضرت عمرؓ کے قول کے مطابق دور جاہلیت میں قبیلہ مضر کے لوگ اس ماہ رجب کی تکریم وتعظیم کیا کرتے تھے حضرت ابن عباسؓ بھی اس روزے کو مکروہ (ناجائز) سمجھتے تھے۔قیروان کے فقیہ نیز اپنے دور کے امام ابو محمد بن

ابویزید کہتے ہیں کہ ابن عباسؓ نے پورے ماہ رجب کے روزے محض اس ڈر سے مکروہ قرار دیئے تھے کہ کہیں جاہل لوگ اسے فرض نہ سمجھ لیں انہی آثار میں سے بعض کو ابوبکر طرطوشی نے اپنی کتاب ''الحوادث والبدع'' میں ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ابن وضاح روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ ان رجبی پورے ماہ کا روزہ رکھنے والوں کو مارتے تھے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رجب کے لئے لوگوں کی تیاریوں کو مکروہ جانتے تھے اور فرماتے تھے کہ روزہ رکھو اور ترک بھی کردو (جس طرح کہ اور دوسرے مہینوں میں بغیر کسی تخصیص ماہ ویوم نفلی روزے رکھتے رہے ہو) کیونکہ اہل جاہلیت اس ماہ کی تعظیم وتکریم کیا کرتے تھے۔ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنے گھر کے لوگوں کو دیکھا کہ وہ اس ماہ رجب کی تیاری میں مصروف ہیں تو دریافت فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم رجب کا روزہ رکھتے ہیں تب آپ نے فرمایا کہ کیا تم لوگوں نے ماہ رجب کو ماہ رمضان کی طرح بنالیا ہے؟ (آپ نے ڈانٹتے ہوئے سختی سے منع فرمایا)

طرطوشیؒ کہتے ہیں رجب کے مہینے میں ہر سال خاص طور سے رمضان کی طرح فرض سنن کی طرح سمجھ کر روزہ رکھنا ناجائز ہے چونکہ نبی کریم ﷺ سے اس مہینے کی مشروعیت کے متعلق کوئی قول وفعل ثابت نہیں، اس لئے اسے فرض یا سنت یا فضائل میں سے نہیں مانا جاسکتا بایں طور اس ماہ میں خصوصیت کے ساتھ روزہ رکھنا غیر معقول (عقل کے خلاف) ہوگا۔ چونکہ اس مہینے کے روزوں کی کراہت فرائض وسنن سے مشابہت کی بناپر ہی ہے (اصلاح المساجد من البدع والعوائد: تالیف الشیخ محمد جمال الدین القاسمی) ہاں اگر کوئی شخص ایسا ہے جو بلاتخصیص ماہ، سال ویوم ہر ماہ کے علاوہ اور مہینوں میں روزہ رکھتا رہا ہے اس ماہ میں بھی وہی نفلی روزہ بلاتخصیص رکھے تو ایسے شخص کے لئے اجازت ہے وہ اتنے ہی اور ویسے ہی روزے رکھے جس طرح وہ دیگر مہینوں میں رکھتا رہا ہے ورنہ ہرگز اس کے لئے بالخصوص اس ماہ رجب وشعبان وغیرہ میں روزہ رکھنا جائز نہیں ہے۔

رجب میں مسلمانوں کی من گھڑت عبادات: روزے کے متعلق آپ مکمل تفصیل پڑھ آئے ہیں کہ وہ بالتخصیص اس ماہ میں ناجائز وحرام ہیں اسی طرح وہ نمازیں جو مفاد پرست ملاؤں نے گھڑلی ہیں جو موضوع ومن گھڑت احادیث پر عمل کرتے کراتے اور حددرجہ ترغیب دلاتے ہیں جو دین اسلام میں ایک زبردست زیادتی اور اسلام کے نام پر خود دھوکا کھانا ہے اور عوام الناس کو دھوکا دینا ہے جو سراسر بدعت، ناجائز وحرام ہے۔آیئے ہم آپ پر ان بدعات وخرافات ومن گھڑت صلوات (نمازیں ودرود وسلام) وواقعات کو آشکارا کردیں۔جو برادروطن وغیر وطن خصوصاً ہندوپاک میں نیک کام واسلامی عمل سمجھ کر کرتے کراتے اور ترغیب دیتے دلاتے چلے آئے ہیں۔

رجب کے پہلے جمعہ کی رات کی بدعت: رجب کے پہلے جمعہ کی رات کو لوگوں کا مسجد ومیناروں پر چراغاں (Lighting) کرنا پھر اس رات سب سے پہلے عشاء ومغرب کے درمیان ''صلوۃ الرغائب'' نامی نماز پڑھنا اور مسجدوں میں چراغاں کرنا، لوگوں کا بھیڑ کی شکل میں جمع ہونا، عورتوں مردوں کا اختلاط جو بے شمار خرابیوں کا منبع (سرچشمہ) ہے لوگوں میں عام تھا اور آج بھی بعض لوگوں میں پایا جاتا ہے ابوشامہ ''الباعث'' میں لکھتے ہیں کہ بعض لوگوں کو احیاء العلوم میں اس نماز کے ذکر سے دھوکا ہوا ہے جبکہ حفاظ حدیث نے اس ضمن کے تمام احادیث کو موضوع من گھڑت قرار دیا ہے حافظ ابوالخطاب فرماتے ہیں کہ ''صلوۃ الرغائب'' نامی نماز کی حدیث وضع کرنے وگھڑنے کی تہمت علی بن عبداللہ جہضم کے حصے میں آتی ہے (کہ ان صاحب نے اس نماز صلوۃ الرغائب کی حدیث گھڑی تھی) اسی طرح حسین بن ابراہیم نے بھی ایک اسی نماز کے متعلق گھڑی جس میں سراسر کذب وافتراء پردازی سے کام لیا ہے۔ابوشامہ کہتے ہیں کہ رجب وشعبان کی نماز سے متعلق حافظ ابوالخطاب کے اس فتوے کی وجہ سے کہ وہ ساری احادیث موضوع ومن گھڑت ہیں اور یہ عمل نماز روزہ وغیرہ بدعت وخرافات ہے مصر میں سلطان الکامل محمد بن بکر بن ایوبؒ نے یہ حکم صادر فرمادیا تھا کہ ان تمام بدعی نمازوں کو ختم کردیا جائے کیونکہ سلطان کو احیاء سنت سے محبت اور بدعت وخرافات سے حددرجہ نفرت تھی۔ (اصلاح المساجد من البدع والعوائد تالیف الشیخ محمد جمال الدین القاسمی)

شیخ محمد بن احمد محمد عبدالسلام خضر الشقیری الحوامدی رجب کی بدعات کے بارے میں یوں فرماتے ہیں کہ ماہ رجب کی ستائیسویں رات کو محفل عید میلاد النبی ﷺ منعقد کرنا (جبکہ یہ بات واضح ہے کہ عید صرف دو ہی ہیں (۱) عید الفطر (۲) عید الاضحی تیسری کوئی عید نہیں) نیز قصہ معراج النبی ﷺ پڑھنا اس رات میں خصوصی طور پر عبادت میں مشغول رہنا بدعت ہے علاوہ ازیں رجب، شعبان ورمضان میں مخصوص قسم کی خودساختہ وایجاد کردہ دعائیں پڑھنا بدعت واختراع ہے اگر ان کاموں میں کوئی خیر وبھلائی کا شائبہ بھی پایا جاتا تو ہم سے پہلے اسلاف صحابہ وتابعین ضرور اس پر عمل پیرا ہوتے (لیکن ایسا نہیں ہوا کسی سے یہ ساری عباداتیں وبدعات ثابت نہیں) اسی طرح شب معراج میں یہ واقعہ دھرانا کہ نبی اکرم ﷺ جب آپ معراج سے واپس آئے تو آپ کا بستر ٹھنڈا نہیں ہوا تھا گرم ہی تھا ثابت نہیں ہے بلکہ لوگوں کے من گھڑت قصوں میں سے ایک خانہ ساز قصہ وجھوٹ ہے۔ (تحذیر المسلمین من البدع والابتداع فی الدین علامہ شیخ احمد بن حجر قاضی محکمۂ شرعیہ قطر)

اسی طرح امام مجدالدین فیروزآبادی لغوی فرماتے ہیں رجب شعبان ورمضان کی ہر شب میں اور معراج کی رات میں کسی مخصوص نماز کا کوئی بھی عمل ثابت ہی نہیں ہے۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ نے رجب کی ستائیسویں رات اور اسی طرح کی دوسری راتوں کے متعلق فرمایا ہے: اس کے غیر مشروع (بدعات وخرافات) ہونے پر تمام ائمہ کرام متفق ہیں۔(ایضا)

اسی طرح ابن سلطان جیسے مردود، حد سے گذرے ہوئے شخص کا واقعہ اس طرح

بیان کرنا کہ وہ ماہ رجب میں نمازیں پڑھتا تھا جب وہ مراتو اس کے اوپر نیک ہونے کی علامتیں موجود تھیں اوراس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا تو آپ نے جواب مرحمت فرمایا کہ وہ ماہ رجب میں محنت ومشقت کے ساتھ عبادت ودعاء میں مشغول رہا کرتا تھا اس لئے اس پر یہ علامتیں ظاہر ہوئیں یہ سارے قصے وواقعات من مانی، من گھڑت اورخودساختہ ہیں لیکن افسوس پیٹ کے جہنم کو بھرنے والے مولویوں اورواعظوں پر جوذرہ برابر بھی اس طرح کے واقعات بیان کرنے سے نہیں ڈرتے نہ ہی اس کے برے انجام کا انہیں احساس ہے بلاتردد وتامل ان واقعات کو بلاجھجک بیان کردیتے ہیں اس سے خود گمراہ ہوتے ہیں اور جاہل عوام الناس کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔اللہ ایسے مفاد پرست عالموں سے بچائے۔آمین

رجب کی مزید بدعات: اب رہی کھانے پکانے کے متعلق مسلمانوں میں رائج شدہ بدعات وخرافات جو پیٹ بھرو، مفاد پرست ملاؤں کا اصل مقصد ہے وہ یہی کہ جاہل مسلمانوں میں ایسے واقعات وقصوں کو بیان کرکے خوب داد تحسین وصول کریں نیز اچھے اچھے کھانے پکانے کی ترغیب دلاکر اپنے پیٹ کو بھریں لیجئے انہیں بھی چلتے چلتے ملاحظہ فرماتے جائیں وہ یہ ہے کہ مسلمانوں نے کیسے کیسے بہانے وڈھونگ محض کھانے کے لئے رچ لئے ہیں اللہ ہر مسلمان کو اس قبیح بدعات وخرافات سے نجات بخشے آمین۔اسی ماہ رجب کی بدعات میں سے گھروں کو لیپنا اور چراغاں کرنا ہے پھر لوگ دودھ لاکر میٹھے چاول پکاتے ہیں جسے کھیر کہا جاتا ہے اورروغنی (تیل، گھی وغیرہ) کی روٹیاں پکائی جاتی ہیں اوراس کھانا پکانے کا اتنا اہتمام کیا جاتا ہے جتنا کہ اصل عید عیدالفطر وعیدالاضحیٰ کے موقع پر نہیں کیا جاتا۔اس طرح سے کہ اس پکانے کی تیاری میں باورچی (کھانا پکانے والے) غسل کرتے ہیں جب یہ کھانا پک جاتا ہے تو لوگوں کو دعوت دی جاتی ہے پھر اہل خانہ مدعوئین سب مل کر یا صرف پہلے مہمان اوران کے بعد گھر والے ایک بند کمرے میں یہ دعوتیں پیش کرتے اور کھاتے ہیں اور کھانے سے بچی ہوئی چیزیں کھیر، روٹی، کونڈے نیز مدعوئین وخود اہل خانہ کے ہاتھ کا دھوون (ہاتھ کا دھویا ہوا پانی) سب ایک ساتھ زمین میں دفن کردی جاتی ہیں اس قبیح رسم کو رجب کے کونڈے کہا جاتا ہے۔اورعربی زبان میں اسے ''معاجن رجب'' کہتے ہیں۔آیئے اب یہ بھی معلوم کرلیں کہ یہ رسم کیوں منائی جاتی ہے۔یوں تو اس رسم کے منانے والے حضرات جو برسوں سے اسے مناتے چلے آرہے ہیں ایک تو یہ جانتے ہی نہیں کہ اسے کیوں منایا جاتا ہے بس ان کے باپ دادا کو کرتے دیکھا اور دیکھا دیکھی کرنے لگے۔اس کی اصل کو نہ جانا اور نہ ہی جاننے کی کوشش کی ان کی مثال اس مثل کے مصداق ہے، جیسے کسی شخص نے کہا کہ کوّا کان لے بھاگا۔اب صاحب نے کان تو دیکھا نہیں کہ کان ہمارے جسم میں موجود ہے بھی کہ نہیں اور لگے دوڑنے کوے کے پیچھے کہ اس سے اپنا کان چھین کر واپس لے لیں۔جبکہ کان خود ان کے پاس موجود ہے۔ایک تو یہ رسم حضرت جعفر صادق کی نذر کے طور پر منائی جاتی ہے۔دوسرا یہ کہ ان کا مقصود وعقیدہ اس رسم کو منانے سے یہ ہوتا ہے کہ اس رسم کو اسی طرز پر جو منائے گا اوراس کا مذکورہ بالا اہتمام وغیرہ کرتا رہے گا تو وہ اتنا مالدار ہوجائے گا کہ اس کے مال کا شمار بھی نہ ہوسکے گا کہ میرے پاس کتنا مال ہے یعنی وہ اتنا غنی ومالدار ہوجائے گا۔اللہ کی پناہ ایسے برے مشرکانہ عقیدوں سے مزید براں ایں کہ شب معراج میں دعوت، روشنیاں (lighting) نفلی نمازوں کی غیر مشروع طریقے پر ادائیگی کے ساتھ ساتھ اس براق (ایک جانور کا نام ہے جس پر سوار ہوکر آپ ﷺ نے معراج کی رات زمین وآسمان کی سیر فرمائی تھی) کی تصویر ایک گھوڑے کی شکل میں بنائی جاتی ہے (جبکہ انہوں نے اس کی شکل وصورت بھی نہیں دیکھی اور چلے تصویر بنانے براق کی) جس کے دو بازو بنائے جاتے ہیں اور تصویر کا چہرہ ایک خوبصورت عورت کے چہرہ کی طرح بنایا جاتا ہے اوراس تصویر سے وہ سب کھلواڑ کیا جاتا ہے جس کو دیکھ کر آپ ﷺ کا مذاق نیز اسلام کا کھلم کھلا استہزاء ومذاق کی تصویر نظر آتی ہے۔بالفاظ دیگر اس طرح کی رسم منانے والے نیز براق سے کھلواڑ کرنے والے نہ آپ کی تکریم کرتے ہیں نہ ہی براق کی عزت بلکہ اسلام کا براق کا صریح طور پر مذاق اڑاتے ہیں۔افسوس ان مسلمانوں پر کہ یہ شیوہ تو تھا یہود ونصاریٰ وکفار ومشرکین کا لیکن جب مسلمانوں نے ہی اپنے دست بدست سے اپنے گھر کے جلانے کا یعنی اسلام واپنے نبی کا مذاق اڑانے کا بیڑا اٹھالیا ہے تو دیگر ان کو ضرورت ہی کیا کہ آپ کے جلتے ہوئے گھر کو مزید جلائیں۔

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینے کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

مسلمان بھائیو! درحقیقت اسلام کو اگر نقصان پہنچا ہے تو ان نام نہاد مسلمانوں سے۔میرے بھائیو! جب آپ پر یہ بات واضح وعیاں ہوجائے کہ یہ تمام عبادات روزہ نفلی ودیگر رسمی نمازیں چراغاں کرنا، گھر کی تیاری میں گھروں کو لیپنا پھر اس طرح کھیر وکونڈے پکانا کھانا اورکھلانا، براق کی تصویر بنانا اوراس کے ساتھ کھلواڑ کرنا نہ رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے یعنی آپ ﷺ نے اپنی ساری عمر میں کبھی یہ رسم وعبادات نہیں ادا کی نہ ہی صحابہ وتابعین وتبع تابعین نے، ان کے بعد ائمہ مجتہدین امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ اور نہ ان کے بعد کسی امام نے یہ رسم منائی بلکہ یہ بدعت وخرافات ان بزرگوں کے بہت بعد کی خودساختہ اختراعی چیزیں ہیں ہمیں ان چیزوں کے کرنے سے ہمیشہ بچنا چاہیے اور اگر اب تک کرتے آئے ہوں تو آج ہی سے ان قبیح بدعات وخرافات سے توبہ کرکے چھوڑ دینا چاہیے۔اگر ہم یہ کہیں کہ ہمارے باپ دادا کرتے چلے آئے ہیں تو کیا وہ بیوقوف تھے؟ تو میرے بھائیو یہ کوئی اس چیز کے جائز ہونے کی دلیل نہیں ہے اگر آپ باپ دادا کا حوالہ دیتے ہی ہیں تو لیجئے باپ دادا کے متعلق اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں کیا فرماتے ہیں آپ خود ہی ملاحظہ فرمالیجئے۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَ نَا

اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْئًا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ (البقرہ:۱۷۰)اور جب ان لوگوں سے کہا جاتا ہے کہ اللہ نے جو احکام نازل کئے ہیں اسی کی اتباع پیروی کرو تو وہ کہتے ہیں کہ ہم تو اسی کی پیروی کریں گے جو ہمارے باپ دادا کرتے چلے آئے ہیں کیا اگر ان کے باپ دادا کو عقل نہیں تھی (اور وہ انجام دیتے بغیر سوچے سمجھے عمل کیا کرتے تھے) اور نہ ہی وہ راہ راست پر تھے (اسلام کی سیدھی راہ پر عمل نہیں کرتے تھے۔ تب بھی یہ لوگ اپنے باپ دادا کی ہی مانیں گے اور اس پر عمل کریں گے۔)

اور اس کے آگے والی آیت نمبر ۱۷۱ میں فرمایا کہ ان لوگوں کی مثال اس چرواہے کے جانور کی طرح ہے کہ وہ چرواہا ان جانوروں کو پکارتا اور آواز دیتا ہے لیکن وہ جانور سوائے اس کی آواز کے کچھ اور نہیں سمجھتے اور یہ بہرے گونگے اور اندھے ہیں۔ ان کو کچھ بھی عقل نہیں ہے۔

کیا میرے بھائیو اب بھی ہم اللہ کے اس فرمان کے ہوتے ہوئے اپنے باپ دادا اور کسی بھی کہی سنی باتوں پر بغیر سمجھے بوجھے عمل کرتے رہیں گے؟ اگر نہیں کریں گے اور آج ہی چھوڑ دیں گے تو اللہ بھی خوش ہو جائے گا اور ہمیں ان تمام کامیابیوں سے نوازے گا۔ جس کا اللہ نے وعدہ کیا ہے اور اگر ایسے ہی کرتے رہیں گے جیسے کہ اپنے باپ دادا کو کرتے دیکھا ہے اور وہ بدعت وخرافات ہے تو پھر ہم میں اور کفار ومشرکین، یہود ونصاریٰ میں کیا فرق باقی رہ جاتا ہے آپ خود ہی فیصلہ کر لیجئے۔

برادران گرامی! آج ہی سے ان بے کار کاموں، بری رسموں، مشرکانہ وکافرانہ عقیدوں، خودساختہ، من گھڑت بدعتوں، غیر شرعی عبادتوں، نمازوں وروزوں جگر خراش عزت پرور استہزاء پذیر عملوں سے سچے دل سے توبہ کر لیجئے جن کا ثبوت نہ قرآن میں ملتا ہے نہ حدیث میں اور نہ ہی صحابہ وائمہ کی زندگیوں میں۔

بدعات رجب علمائے محققین کی نظر: تمام علمائے محققین مثلاً علامہ امام نوویؒ، علامہ ابن حجر ہیثمیؒ شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ، علامہ ابن القیم الجوزیؒ، علامہ ابن حجر العسقلانیؒ نیز دیگر ائمہ مجتہدین اور تمام اہل علم اس بات پر متفق ہیں کہ رجب، شب معراج، شعبان خصوصا شعبان کی پندرہویں رات اور رمضان کے سلسلے میں لوگوں نے مخصوص نمازیں واذکار ایجاد کر لئے ہیں وہ ساری کی ساری خودساختہ، گھڑی ہوئی بدعات ہیں ان کی دلیل نہ کسی صحیح حدیث سے ہے اور نہ ہی صحابہؓ وتابعین کے قول عمل وفعل سے، نہ ہی ائمہ کے اقوال واعمال سے کوئی ثبوت ملتا ہے لہٰذا آج ہی سے اس عمل کو جو ہم برسہا برس سے بغیر سمجھے بوجھے انجانے میں کرتے چلے آئے ہیں چھوڑ دیجئے اور ان جیسی ساری بدعات وخرافات کو چھوڑ دیجئے کہ یہی اللہ کا حکم ہے۔ ''وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا'' اللہ کے رسول جو تمہیں حکم وعمل کی صورت میں دیں اسے لے لو اور جس چیز کے کرنے سے تمہیں روک دیں اس سے رک جاؤ۔

☆☆☆

شرائط حصول تصدیق نامہ

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

(۱) وہ طلباء جو اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے بیرونی جامعات میں داخلے کے خواہش مند ہوں اور انہیں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کا توصیہ مطلوب ہو وہ درخواست بنام ناظم عمومی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند، تعلیمی اسناد کی مصدقہ فوٹو کاپی دو اساتذہ کا تزکیہ اور صوبائی جمعیت کے امیر وناظم کا تزکیہ دفتر میں جمع کریں۔ مذکورہ معلومات وکاغذات کی روشنی میں غور کرنے کے بعد ہی توصیہ جاری کیا جائے گا۔

(۲) وہ ذمہ داران معاہد ومدارس وجامعات جنہیں حصول تعاون کے لیے مرکزی جمعیت کا توصیہ یا اس کی تجدید مطلوب ہو، درج ذیل شرائط کی تکمیل کے بعد توصیہ حاصل کر سکتے ہیں:

(الف) ادارے کے لیٹر ہیڈ پر توصیہ کے لیے ذمہ دار ادارہ کی جانب سے درخواست بنام ناظم عمومی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند۔

(ب) متعلقہ صوبائی جمعیت کے امیر یا ناظم کا، ناظم عمومی مرکزی جمعیت کے نام سفارشی خط یا نئی تصدیق جس میں معیار تعلیم، تعداد طلبہ واساتذہ مذکور ہو۔

(ج) جمعیت کے شعبۂ احصائیات برائے مدارس میں اندراج۔

(د) جمعیت کے آرگن پندرہ روزہ'' جریدہ ترجمان''(اُردو)، ماہنامہ ''اصلاح سماج''(ہندی)، نیز ماہنامہ''دی سمپل ٹروتھ''(انگریزی) کا ادارہ کے نام اجراء اور قدیم خریدار ہونے کی صورت میں اس کے بقایاجات کی ادائیگی۔

(۳) علاوہ ازیں مرکزی جمعیت کی جانب سے سفارشی خطوط حاصل کرنے کے لیے ذمہ داران صوبائی وضلعی جمعیات ومعروف علماء کرام کی نئی تصدیقات کا پیش کیا جانا لازمی ہے۔ درخواست دہندہ اپنے دستخط کے ساتھ نام اور عہدہ صاف صاف لکھیں۔ کسی بھی قدیم تصدیق کی تجدید یا اس میں حذف واضافہ کے لیے صوبائی جمعیت سے حاصل شدہ نئی اصل تصدیق کا پیش کیا جانا ضروری ہے بصورت دیگر کوئی بھی عذر مقبول نہ ہوگا۔

نوٹ: جو حضرات مرکزی جمعیت کی تصدیق کے خواہاں ہوں وہ کسی بھی قسم کی زحمت سے بچنے کے لئے رمضان سے قبل تصدیق حاصل کر لیں اور بذریعہ ڈاک منگوانے کے لئے رجسٹری ڈاک خرچ نقد نیز جریدہ ترجمان، اصلاح سماج ودی سمپل ٹروتھ کے بقایاجات کی رسید کی فوٹو کاپی ارسال کرنا نہ بھولیں۔

دفتر نظامت عامہ: مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

اصغر علی امام مہدی سلفی

سیرت طیبہ کی جامعیت

اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نشو ونما کا ذکر جمیل

اسلام ایک کامل ترین دین ہے، یہ تمام ادیان سماویہ اور رسالات انبیاء کا جامع اور خاتم الأدیان ہے، اور یہ تمام بنی نوع انسان کے لئے ہے، اسی لئے اس آخری رسالت کے حامل کا ایسے درجے پر فائز ہونا ضروری ہے جو اس عظیم امانت رسالت کو بحسن وخوبی ادا کر سکے، چنانچہ اس رسالت ونبوت کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کا انتخاب فرمایا: ارشاد باری ہے۔

وَإِذَا جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَآ اُوْتِیَ رُسُلُ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا صَغَارٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعَذَابٌ شَدِيْدٌ بِمَا كَانُوْا يَمْكُرُوْنَ (الانعام:۱۲۴)

''اور جب ان کو کوئی آیت پہنچتی ہے تو یوں کہتے ہیں کہ ہم ہرگز ایمان نہ لائیں گے جب تک ہم کو بھی ایسی ہی چیز نہ دی جائے جو اللہ کے رسولوں کو دی جاتی ہے اس موقع کو اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ کہاں وہ اپنی پیغمبری رکھے عنقریب لوگوں کو جنہوں نے ظلم کیا ہے اللہ کے پاس پہنچ کر ذلت پہنچے گی اور ان کی شرارتوں کے مقابلے میں سزائے سخت۔''

اللہ جل شانہ نے اس رسول کا انتخاب ایک بہترین قوم سے کیا اور عرب قبائل میں قریش کے قبیلہ سے آپ کو چن لیا جو سب سے افضل قبیلہ ہے۔ اور سرزمین مکہ میں آپ کو پیدا کیا جو ابراہیم اور اسماعیل علیہم السلام کے زمانے سے تمام لوگوں کا مرکز ہے اور جس کی جانب لوگوں کے دل کھنچے چلے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: رَبَّنَآ اِنِّیْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِیْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِیْٓ اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ (ابراہیم:۳۷)

''اے ہمارے پروردگار! میں نے اپنی کچھ اولاد کو اس بے کھیتی کی وادی میں تیرے حرمت والے گھر کے پاس بسائی ہے۔ اے ہمارے پروردگار! وہ اس لیے کہ وہ نماز قائم رکھیں پس تو لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل کر دے اور انہیں پھلوں کی روزیاں عنایت فرما تا کہ یہ شکر گزاری کریں۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شجرۂ نسب بہت ہی مبارک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عالی نسب سے پیدا فرمایا۔ آپ کے آبا واجداد میں کوئی بھی حرام طریقہ پر پیدا نہیں ہوا۔ اس لئے آپ کا نسب نامہ بالکل پاک ہے اس میں کسی طعن وتشنیع اور عیب جوئی کی گنجائش نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کا انتخاب ایک ایسی قوم سے کیا جو بداوت اور دیہاتی زندگی کی سادگی اور اچھائی سے زیادہ قریب اور شہری زندگی کی آلودگی ملاوٹ اور فساد سے دور تھی۔ ایسی سادہ زندگی جس میں شہری زندگی کی خرابیاں نہیں تھیں، اور نہ ایسی امت سے جو جدل ومناقشات اور فلسفہ سے سرشار ہو، علوم ومعارف سے مزین ہو جو ہر بات پر جدل وتکرار اور ہر موضوع پر بحث ومباحثہ کرے۔ اگر آپ ایسی قوم سے پیدا ہوتے تو جدل ومناقشہ کا بازار گرم ہو جاتا، اور لوگ آپ کی دعوت کے سلسلے میں اعتراض کرنے لگتے کہ اس نے پہلے لوگوں کے علوم حاصل کر لیا ہے اور فلسفیوں کی صحبت اختیار کر کے ایسی باتیں پیش کرتا ہے۔ لہٰذا آپ ان سب سے پرے، بلکہ سرے سے امی تھے۔ نہ پڑھنا جانتے تھے اور نہ لکھنا آتا تھا، تا کہ کوئی یہ نہ کہے کہ محمد نے بعض عجمیوں سے ان باتوں کو پڑھ لیا ہے اور جزیرہ عرب سے باہر بسنے والے فلاسفہ کا علم حاصل کر لیا ہے۔ ارشاد باری ہے:

وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ (العنکبوت:۴۸)

''اس سے پہلے تو آپ کوئی کتاب پڑھتے نہ تھے اور نہ کسی کتاب کو اپنے ہاتھ سے لکھتے تھے کہ یہ باطل پرست لوگ شک وشبہ میں پڑتے۔''

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے اس نبی کو منتخب فرمایا۔ آپ جب شکم مادر میں تھے اللہ تعالیٰ اپنی خاص عنایت سے آپ کی کفالت وتربیت کی تا آنکہ آپ پیدا ہوئے، نشو ونما ہوئی اور آپ کو منصب نبوت سے سرفراز کر دیا گیا، پھر آپ نے تبلیغ ورسالت کا فریضہ انجام دیا، جہاد کیا اور ایک عظیم وبہترین حکومت اسلامیہ کی بنیاد رکھ دی اور پھر اسی عنایت وکفالت میں رہتے ہوئے اپنے رفیق اعلی سے جا ملے۔ آپ کی پرورش وپرداخت اور آپ کی حفاظت ونگہداشت رب کریم کی جانب سے ہوتی رہی، ایک لمحہ کے لئے بھی لطف الٰہی اور تربیت ربانی سے آپ محروم نہ رہے۔ اس لئے آپ کی سیرت کامل، آپ کا اخلاق بلند اور آپ کی شخصیت ہمہ گیر اور بھرپور رہی۔ اس میں کوئی ایسا دور نہیں گذرا جس میں آپ اعلیٰ قدروں سے الگ ہوئے ہوں۔ آپ کی پوری

زندگی میں کوئی ایسا گوشہ نہیں جو لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہو، گردش ایام نے اس پر پردہ ڈال دیا ہو اور زندگی کا وہ حصہ آپ کے متبعین کے لئے اسوہ بننے سے رہ گیا ہو۔ آپ کی ازدواجی زندگی کے باریک گوشے بھی امت پر پوشیدہ نہیں رہے کہ مبادا آپ کے امتی سیرت کے اس پہلو سے محروم رہ جائیں اور ان کے لئے اس میں کوئی واضح ہدایت اور اسوہ نہ ہو، بلکہ آپ کی سیرت کے اس اہم حصے کو بھی ازواج مطہرات نے اس خوبی ادب اور حکمت سے بیان کردیا کہ ہر مرد اپنی ازدواجی زندگی اور اپنے گھریلو معاملات کے لئے بہترین نمونہ پاتا ہے۔

آپ کی سیرت طیبہ ایک مکمل تاریخ اور کامل ترین اسوہ حسنہ ہے جو واقعیت پر مبنی ہے اور تاریخ وسیر نے اپنے سینوں میں ان حقائق کو من وعن محفوظ کررکھا ہے۔ یہ کوئی خیالی پلاؤ اور انشا پردازوں اور افسانہ نگاروں کے تخیلات کی پیداوار نہیں ہے۔ اور نہ ہی اس کا تعلق قصص واساطیر سے ہے جس کی بنیاد خرافات اور تصورات پر مبنی ہوا کرتے ہیں۔ بلکہ آپ کی سیرت طیبہ کا ہر پہلو پوری جامعیت کے ساتھ حقائق وواقعیت پر مبنی ہے جس کو اپنا کر انسان مکمل طور پر فطری اور پرسکون زندگی گذار سکتا ہے اور دنیوی واخروی سعادتوں سے ہمکنار ہوسکتا ہے۔ آپ کی سیرت کی یہ واقعیت آپ کے انصار واعوان سے پہلے آپ کے اعداء کے یہاں زیادہ معروف اور مسلم تھی۔ آپ کے وہ مخالفین جن کے درمیان آپ نے زندگی کے مراحل طے کئے انہوں نے آپ کے بلندی اخلاق اور سیرت کی پختگی کا اقرار آپ کے ساتھ زندگی گذارنے والے اصحاب سے پہلے کیا تھا۔

آپ کی سیرت جامع کمالات تھی، زندگی کے تمام گوشوں پر حاوی اور حیات انسانی کے تمام مراحل میں ایک روشن چراغ کے مانند۔ اس میں اپنے ہم عمروں کے ساتھ جوانی کی منزلیں بھی ہیں، زن وشو کی زندگی بھی، اولاد واحفاد کی معاشرت اور فرد ومجتمع اور گردوپیش کی زندگی بھی ہے۔ آپ بحیثیت اعلیٰ قائد وکمانڈر اپنے لشکریوں میں نظر آتے ہیں تو اپنے رعایا میں حاکم کی صورت میں نمونہ کامل۔ آپ میں فاتح اور حکیم قائد کی تمام خصوصیات کوٹ کوٹ کر بھری نظر آتی ہیں۔ شکست وریخت سے دوچار ہونے کے بعد صبر وشکیبائی اور دانائی وحکمت کا پہلو بھی آپ کی زندگی میں ملتا ہے۔ آپ کی آنکھوں کے سامنے آپ کی اولاد کے انتقال کا سانحہ بھی ہے اور شریک حیات کی فرقت کا غم بھی، چیدہ چیدہ صحابہ کرام کی موت کا سانحہ اور دھوکہ اور غداری سے آپ کے اصحاب کو تہہ تیغ کئے جانے کا المیہ بھی، خاندان اور پڑوسیوں کے حملوں اور سرداران وقت اور شرفاء شہر کی زیادتیوں اور عداوتوں کا سیلاب بھی آپ پر امڈ پڑتا ہے، دشمنوں سے معرکہ آرائی کا بازار بھی گرم رہتا ہے اور کمزور وبے سروسامان لوگوں کی پشت پناہی اور مدد کا موقع بھی، آپ کی نظروں کے سامنے آپ کے اصحاب پر مصائب وآلام کے پہاڑ توڑے جاتے ہیں اور چاہتے ہوئے بھی آپ ان کو چھٹکارا دلانے پر قادر نہیں ہیں۔ اس طرح آپ کی پوری زندگی مکمل ضابطہ حیات اور طریقہ کار ہے جس پر چل کر آپ نے خود عملی نمونہ پیش کیا، اصول جہاں بانی وجہاں آرائی کا درس بھی دیا آپ نے جس عظیم اسلامی حکومت کی بنیاد رکھی تھی اس میں داخلی وخارجی مسائل کا حل بھی پیش فرمایا۔ ایک ملک سے دوسرے ملک کے تعلقات بھی تھے بین الاقوامی امور کی نشاندہی بھی کی گئی اور عملی نمونہ بھی پیش کیا گیا۔ آپ کی زندگی میں تنگی وخوشحالی کا دور بھی آیا، نرم اور گرم بھی برداشت کرنے پڑے۔ پریشانیاں، دشواریاں اور مختلف قسم کی رکاوٹیں بھی در پیش ہوئیں، فتح وکامرانی کے مبارک اوقات بھی نصیب ہوئے اور کبھی شکست وہزیمت سے دوچار ہونا پڑا۔ الغرض آپ کی زندگی میں ہر انسان کے تمام احوال زندگی کے لیے بہترین نمونہ ہے جسے وہ اپنا سکتا ہے اور طریق حیات متعین کرسکتا ہے۔ آپ کبھی بحیثیت یتیم بچہ، فقیر انسان، امین تاجر اور ایسا شوہر جس کی بیوی کی عمر اس کی عمر سے غیر معمولی زیادہ ہو، جس کی تمام نرینہ اولاد فوت چکی ہو اور اناث نے زندگی پائی ہو پھر ایک ایک کرکے ایک کے علاوہ تمام آپ کی حیات مبارکہ میں چل بسیں ہوں، آپ کی بعض بیٹیاں ایسی ہیں جن کی اولاد ہے کچھ ایسی بھی ہیں جو بے اولاد ہیں۔ آپ متعدد بیویوں کے شوہر ہیں بعض کی عمر آپ سے زیادہ ہے جبکہ بعض بالکل نئی نویلی لڑکی اور دلہن ہے، بعض ایسی ہیں کہ جنہیں اپنے حسن وجمال پر ناز ہے اور بعض غیرت سے سرشار۔ آپ کی زندگی ان تمام حالات میں ایک لائق نمونہ زندگی رہی اور اس نشیب وفراز میں کہیں کوئی نقطہ رکھنے کی گنجائش نہیں ہے۔

سیدنا حضرت محمد ﷺ کی سیرت طیبہ ایک عملی سیرت ہے۔ آپ نے اسے برت کر لوگوں کو اسے اپنانے کی دعوت دی، اگر آپ کی سیرت انسانی فطرت اور معیار سے بلند اور مافوق الفطرت ہوتی تو انسانوں کے لئے اس کی اقتداء مشکل ہوتی اور آپ کی سیرت کا اپنانا ممکن نہ ہوتا کیونکہ وہ محض اللہ تعالیٰ کی قدرت سے انجام پاتا اور آپ کی سیرت میں تضاد وتناقض بھی نہیں ہے کہ اس پر عمل کرنا دشوار ہو اس کے معنی یہ نہیں کہ آپ کی زندگی معجزات اور خرق عادت امور سے خالی ہے بلکہ آپ کی زندگی میں بہت سے معجزے پیش آئے لیکن سب انسانی زندگی کے لائحہ عمل سے خارج تھے۔ یہ باتیں آپ کی نبوت پر دلالت اور اس کی صداقت کرتی تھیں مگر بطور اسوہ اور نمونہ کے نہ تھیں جس پر امت عمل کی محتاج ہو۔ شجر وحجر نے آپ کو سلام کیا۔ آپ کی انگشت مبارک سے پانی کے چشمے ابل پڑے۔ جنگ میں فرشتے آپ کی مدد کو اتر آئے قرآن میں ارشاد ہے: إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُم بِأَلْفٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِينَ وَمَا جَعَلَهُ اللَّهُ إِلَّا بُشْرَىٰ وَلِتَطْمَئِنَّ بِهِ قُلُوبُكُمْ وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِندِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ (الانفال ۹-۱۰)

''اس وقت کو یاد کرو جب کہ تم اپنے رب سے فریاد کررہے تھے پھر اللہ نے تمہاری سن لی کہ میں تم کو ایک ہزار فرشتوں سے مدد دوں گا جو لگاتار چلے آئیں گے۔

اور اللہ تعالیٰ نے یہ امداد محض اس لیے کی کہ بشارت ہو اور تاکہ تمہارے دلوں کو قرار ہو جائے اور مدد صرف اللہ ہی کی طرف سے ہے جو کہ زبردست حکمت والا ہے۔‘‘

دوسری جگہ فرمایا: اِذْ یُوْحِیْ رَبُّکَ اِلَی الْمَلٰٓئِکَةِ اَنِّیْ مَعَکُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سَاُلْقِیْ فِیْ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ کَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَ اضْرِبُوْا مِنْهُمْ کُلَّ بَنَانٍ (الانفال:۱۲)

’’اس وقت کو یاد کرو جب کہ آپ کا رب فرشتوں کو حکم دیتا تھا کہ میں تمہارا ساتھی ہوں سو تم ایمان والوں کی ہمت بڑھاؤ میں ابھی کفار کے قلوب میں رعب ڈالے دیتا ہوں سو تم گردنوں پر مارو اور ان کے پور پور کو مارو۔‘‘

نیز اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے: اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِیْنَ اَلَنْ یَّکْفِیَکُمْ اَنْ یُّمِدَّکُمْ رَبُّکُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِکَةِ مُنْزَلِیْنَ بَلٰٓی اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَیَاْتُوْکُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا یُمْدِدْکُمْ رَبُّکُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِکَةِ مُسَوِّمِیْنَ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰی لَکُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُکُمْ بِهٖ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ (آل عمران:۱۲۴۔۱۲۶)

’’(اور یہ شکر گزاری باعث نصرت و امداد ہو) جب آپ مومنوں کو تسلی دے رہے تھے کیا آسمان سے تین ہزار فرشتے اتار کر اللہ تعالیٰ کا تمہاری مدد کرنا تمہیں کافی نہ ہوگا۔ کیوں نہیں، بلکہ اگر تم صبر و پرہیز گاری کرو اور یہ لوگ اسی دم تمہارے پاس آجائیں تو تمہارا رب تمہاری امداد پانچ ہزار فرشتوں سے کرے گا جو نشان دار ہوں گے۔ اور یہ تو محض تمہارے دل کی خوشی اور اطمینان قلب کے لیے ہے، ورنہ مدد تو اللہ ہی کی طرف سے ہے جو غالب اور حکمتوں والا ہے۔‘‘

ان سب سے بڑی بات یہ کہ قرآن کریم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خود بہت بڑا معجزہ ہے ادبی اور تشریعی ہر اعتبار سے، کیونکہ آپ کی قوم ادب و بلاغت کے لئے مشہور تھی، زبان دانی ان کا طرہ امتیاز تھا، مگر جب آپ نے ان کو اس جیسا کلام لانے کا یا اس جیسی دس سورتیں پیش کرنے یا کم از کم ایک سورت ہی بنا دینے کا چیلنج کیا تو سب کے سب عاجز ہو گئے۔ ارشاد باری ہے:

وَاِنْ کُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَکُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْکٰفِرِیْنَ (البقرہ:۲۳-۲۴)

’’ہم نے جو کچھ اپنے بندے پر اتارا ہے اس میں اگر تمہیں شک ہو اور تم سچے ہو تو اس جیسی ایک سورت تو بنا لاؤ تمہیں اختیار ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اپنے مددگاروں کو بھی بلا لو۔ پس اگر تم نے نہ کیا اور تم ہرگز نہیں کر سکتے تو (اسے سچا مان کر) اس آگ سے بچو جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں، جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔‘‘

نیز فرمایا: اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰهُ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَیٰتٍ وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ فَاِلَّمْ یَسْتَجِیْبُوْا لَکُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ وَاَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ (ہود:۱۳-۱۴)

’’کیا یہ کہتے ہیں کہ اس قرآن کو اس نے گھڑا ہے جواب دیجئے کہ پھر تم بھی اسی کے مثل دس سورتیں گھڑی ہوئی لے آؤ اور اللہ کے سوا جسے چاہو اپنے ساتھ بلا بھی لو اگر تم سچے ہو۔ پھر اگر وہ تمہاری بات کو قبول نہ کریں تم یقین سے جان لو کہ یہ قرآن اللہ کے علم کے ساتھ اتارا گیا ہے اور یہ کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں پس کیا تم مسلمان ہوتے ہو۔‘‘

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓی اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ کَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا (الاسراء:۸۸)

’’کہہ دیجئے کہ اگر تم انسان اور کل جنات مل کر اس قرآن کے مثل لانا چاہیں تو ان سب سے اس کے مثل لانا ناممکن ہے گو وہ آپس میں ایک دوسرے کے مددگار بھی بن جائیں۔‘‘

اور قرآن کریم میں بہت سی آیتوں اور نشانیوں اور معجزات کا ذکر ہے جیسے سابقہ امتوں کے حالات اور ان کے وہ واقعات جن سے اہل جزیرہ بے خبر تھے، اور قرآن نے اس کو بیان فرمایا، اسی طرح آئندہ رونما ہونے والے واقعات کی پیشین گوئی کہ عنقریب اہل روم اپنی ہزیمت خوردگی کے باوجود فتحیاب ہونگے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: الٓمّٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ فِیْٓ اَدْنَی الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَیَغْلِبُوْنَ فِیْ بِضْعِ سِنِیْنَ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ وَیَوْمَئِذٍ یَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ بِنَصْرِ اللّٰهِ یَنْصُرُ مَنْ یَّشَآءُ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ (الروم:۱۔۵)

’’الم۔ رومی مغلوب ہو گئے ہیں۔ نزدیک کی زمین پر اور وہ مغلوب ہونے کے بعد عنقریب غالب آجائیں گے۔ چند سال میں ہی۔ اس سے پہلے اور اس کے بعد بھی اختیار اللہ تعالیٰ ہی کا ہے۔ اس روز مسلمان شادمان ہوں گے اللہ کی مدد سے۔ وہ جس کو چاہتا ہے مدد کرتا ہے۔ اصل غالب اور مہربان وہی ہے۔‘‘

اسی طرح قرآن میں بیان شدہ اقتصادی، اجتماعی و معاشرتی اور اسلامی قوانین بھی معجزہ ہے اس میں ہر صاحب فکر کو دعوت عمل دی گئی ہے تاکہ وہ اس کو اپنا کر اس پر قانع اور مطمئن ہو جائے کیونکہ قرآن کریم میں جتنی تعلیمات و قوانین مذکور ہیں وہ کسی انسان کی نوشتہ اور تخلیق نہیں چاہے انسان کی قوت تحریر جتنی ٹھوس اور معیاری ہو اور انسان چاہے جتنا عبقری ہو جائے اس کے امکان سے خارج ہے کہ وہ کوئی جامع شریعت اور ٹھوس قانون پیش کر دے جو قرآن کے معیار سے قریب ہو، کیونکہ قرآنی تعلیمات و قوانین کی ہی یہ خوبی ہے کہ اگر اسے دنیائے انسان پر لاگو کر دیا جائے

توانسان سعادت مندی کی زندگی گذارے گا جیسا کہ اسلام کے ابتدائی دور میں اسلامی شریعت کونافذ کرنے کی وجہ سے ظاہر ہوا۔اور ایسا کیوں نہ ہو، جبکہ اللہ تعالی ہی نے انسان اوراس کے حاجات کو پیدا کیااوراس کی صورت بنائی ہےتو بلا شک اس نے جوقانون وشریعت اور نظام ان کے لئے نازل فرمایا ہے وہ ہرطرح سے انسان کی سعادت کا ضامن ہوگا واللہ علی کل شئی قدیر۔

سیرت کی یہ تمام خوبیاں اورشرائط جس پر صادق آئے وہ سیرت بلاشبہ لائق اتباع اور باعث اقتداء ہوگی۔اورانبیاءکرام کی سیرت کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تمام شرائط اورخوبیاں محمد ﷺ کے علاوہ کسی اور نبی میں نہیں ملتی ہیں۔ بہت سے انبیاءکرام توایسے ہیں جن کے بارے میں برائے نام معلومات بہم پہنچائی جاسکتی ہیں۔ اورجن انبیاء کرام کی زندگی کے بارے میں ہمیں کثیر معلومات ہیں ان کی زندگی کا خاص خاص گوشہ اورایک مدت تک کی سیرت مفقود ہے جس کے بارے میں ہمیں کوئی علم نہیں۔ باستثنائے حضرت محمد ﷺ تمام انبیاءکرام کی سیرت میں انقطاع ہے۔

لہذا تمام شعبہائے زندگی میں ان کی سیرت اسوہ نہیں ہوسکتی ہے کیونکہ ان کی زندگی کے بہت سے گوشے ہماری نظروں سے اوجھل ہیں۔ جیسے حضرت موسی علیہ السلام کی سیرت طیبہ جن کا ذکرقرآن کریم میں تمام انبیاءکرام سے زیادہ ہوا ہے اوران سے متعلق بہت سے واقعات کو ہم جانتے ہیں لیکن یہ معلوم نہیں کہ ان کی تربیت فرعون کے گھر میں کیسے ہوئی؟ اوران کے بھائی ہارون قتل ہونے سے کس طرح نجات پاگئے؟ آپ کی ازدواجی زندگی کیسی تھی؟ آپ کے تعلقات اپنے خاندان، اہل وعیال، رشتہ داروں اور اولاد کے ساتھ کیسے تھے؟ اوریہی چیزیں اجتماعی ومعاشرتی زندگی کے بنیادی عنصر ہیں۔اسی طرح اقتصادی، معاشی اورسیاسی زندگی آپ نے کس طرح اپنائی تھی اورجس کی دعوت دی تھی وہ بھی ان میں مفقود اورناپید ہے۔اسی طرح جوواقعات موجودہ توریت میں مذکور ہیں ان پر اعتماد ویقین بھی نہیں کیا جاسکتا کیونکہ اس کی جمع وتدوین حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کئی صدیاں بعد ہوئی۔اس میں بہت سی جگہوں پرتحریف کردی گئی۔ بہت سی باتوں کا اضافہ کیا گیا، اور بہتیری باتیں ضائع ہوگئیں اورسیرت وتاریخ کی ایسی کتاب بن گئی جس میں مورخین کے بہت سے آراء وخیالات جگہ پاگئے، ایک ہی واقعے میں ایسی روایتیں درج کردی گئیں جو بسااوقات باہم متعارض اورمتضاد بیانات پر مشتمل ہیں، اس طرح یہ کتاب تضادات وتناقضات اورحق وناحق کا پلندہ ہوگئی۔

حضرت عیسی علیہ السلام کی سیرت کا بہت تھوڑا حصہ معلوم ہوسکا، آپ کی ولادت باسعادت اورایام طفولیت کی سیرت کسی قدر معلوم ہے اس کے بعد آپ کی زندگی کا بہت بڑا حصہ ہم سے غائب ہے۔ساتھ ہی انجیل کی تدوین آپ کے آسمان پر اٹھائے جانے کے ساٹھ سال بعد عمل میں آئی بلکہ یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ کس زبان میں لکھی گئی اورکس نے اس کا ترجمہ کیا تھا؟ لہٰذا یہ سیرت کی ایسی کتاب ہے جس پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا کیونکہ نہ اس کے مدون ومرتب کا علم ہے اورنہ اس کے صدق وکذب کا پتہ ہے۔

پھراس کے مدون ومرتب کے کیا اغراض ومقاصد تھے اس کے بارے میں بھی کوئی معلومات نہیں۔اسی طرح یہ موجودہ اناجیل حضرت عیسی علیہ السلام کے حواریوں کی طرف منسوب ہیں، اس میں سے بھی بعض اناجیل جن کی نسبت ان کے حواریوں کی طرف ہے کنیسہ ان کے محتویات ومشتملات کے پیش نظر انہیں صحیح نہیں مانتا، نیز یہ کہ حضرت عیسی علیہ الصلوۃ والسلام کے آسمان پر اٹھالیے جانے کے صدیوں بعد اہل کنیسہ اناجیل کی چھان پھٹک اوراس کی روح تک پہنچنے کے لئے جمع ہوئے تھے، ساتھ ہی حضرت عیسی علیہ السلام کی سیرت حیات انسانی کے تمام گوشوں پر مشتمل بھی نہیں ہے۔آپ کی کوئی شریک حیات نہیں تھی جس سے پتہ چلے کہ آپ کی ازدواجی زندگی کیسے گذری، نہ اولاد تھی کہ ان کی تربیت کا طریقہ معلوم ہو۔اورنہ ہی کسی حکومت کی بنیاد رکھی جس کی وہ قیادت کرتے رہے ہوں۔تاکہ ہم اس کی روشنی میں حکمرانی و جہاں بانی، فصل قضایا کرسکیں اوراجتماعی، معاشرتی اوراقتصادی امور میں آپ کی سیاست کی رہنمائی حاصل کرنے میں کامیاب ہوں۔اور دوسری قوموں اورحکومتوں سے اپنے تعلقات کواستوار کریں۔

یہ ساری رکاوٹیں توان انبیاء کرام کو اسوہ بنانے کے سلسلے میں ہیں جن کے بارے میں ہم بخوبی بہت کچھ جانتے ہیں لیکن ان انبیاء کرام کے بارے میں کیا کہیں گے جن کے بارے میں ہم کو بہت تھوڑا علم ہے بلکہ ان میں سے بعض کا اوران کی قوم کا صرف نام ہی معلوم ہوسکا۔

جہاں تک سیدنا محمد ﷺ کی سیرت طیبہ کا معاملہ ہے تو ہمیں اس کا مکمل طور پر علم ہے۔آپ کی پوری زندگی ولادت باسعادت سے لیکر آپ کی وفات تک آئینہ کی طرح ہمارے سامنے ہے۔اس کا کوئی حصہ ناپید ہے نہ اس کا کوئی گوشہ نظروں سے اوجھل ہے۔ یہاں تک کہ آپ کی زندگی کا وہ حصہ بھی جوازواج مطہرات کے ساتھ خلوت اورتنہائی میں گذرا آپ نے انہیں بیان کرنے اورامت تک پوری حکمت ودانائی سے پہنچانے کی اجازت دیدی تھی۔مزید یہ کہ آپ کے صحابہ کرام کی ایک اچھی تعداد نے دنیا کے ہرجنجال سے الگ ہوکر آپ کی مکمل صحبت اختیار کی اور وہ آپ سے علم حاصل کرتے رہے، آپ کی تمام حرکات وسکنات، اعمال وافعال، اقوال وتقاریر کومحفوظ رکھا اور پوری امانت داری اورمکمل دقت سے آپ کے اخبار کوہم تک منتقل کردیا۔ یہ تمام اخبار وفرمودات بہت سے صحیح طرق اور یکے بعد دیگرے ثقہ رواۃ کے ذریعے اس میں سے کوئی حصہ ضائع ہوئے بغیر ہم تک پہنچ گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اعداء اورمخالفین کے درمیان ٦٣ سال کی زندگی گذاری۔زندگی کے اس طویل عرصہ میں جو کچھ آپ کے اصحاب واعوان نے مرتب کیا اورتاریخ وسیر اور کتب حدیث کے

اوراق پر ثبت کردیا اس میں اورآپ کے اعداء ومعاصرین نے آپ کے اخلاق، امانت واستقامت کے سلسلے میں جوکچھ تاثر دیا اور جوکچھ لکھا اس میں ذرہ برابر اختلاف نہیں۔سب کے تاثرات آپ کے بارے میں یکساں ہیں۔آپ کی حکومت دس سال سے زیادہ رہی جو اقتصادی، معاشرتی، اجتماعی، سیاسی اور انتظامی تمام مسائل زندگی پر مشتمل تھی اور جو مکمل طور پر عملی زندگی میں مکمل طریقے سے رائج رہی وہ ہر دور کے لائق ہے اور ہر معاشرے کے لیے مناسب حال اور ہر خطہ ارض پر مکمل رہنمائی کی صلاحیت کا حامل ہے۔اس طرح آپ ﷺ کی زندگی ہر فرد کے لئے لائق نمونہ ہے۔آپ کا نظام حکومت ہر اس شخص کے لئے جو حق پر چلنے کے لئے آپ کی اقتداء کرنا چاہتا ہے بہترین اور لائق اتباع منہج ونظام ہے۔ ہر دین پسند انسان اپنے دین کے سلسلے میں آپ کی سیرت طیبہ میں روشنی اور نمونہ پائے گا جس کی وہ اقتداء کرسکتا ہے اور اپنی زندگی کو اس سانچہ میں ڈھال کر اپنے آپ کو کامیابی سے ہمکنار کرسکتا ہے۔ ہر حکومت جو صلاح ودرستگی کی خواہاں ہو اور حکمرانی اور جہانبانی میں اپنے نبی کی سیرت پر چلنا چاہتی ہے وہ پورے طور پر آپ کی سیرت کو اپنا کر اپنی حکومت کو چلاسکتی ہے، اپنی رعایا کی نگہبانی وگلہ بانی کرسکتی ہے، ان قوانین اور اصول کو نافذ العمل کرسکتی ہے۔لہذا نبی کریم ﷺ کی سیرت ہی کا دراسہ ہونا چاہیے۔اس کی پیروی و اتباع واجب ہونی چاہیے اور اس کو مضبوطی سے تھامنا لازم ہونا چاہیے۔

محمد ﷺ ایک ایسے جاہل معاشرے میں پروان چڑھے جو اللہ تعالی کی طرف رہنمائی نہیں کرسکتا تھا، اور نہ ایسے وسائل مہیا کرسکتا تھا جو ہدایت کے حصول کا باعث بنے بلکہ وہ اللہ کو چھوڑ کر اصنام واوثان کی عبادت کرتا تھا اس دعوی کے ساتھ کہ یہ معبود ان کو اللہ تعالی کے قریب کردیں گے ارشاد باری ہے: اِنَّآ اَنۡزَلۡنَآ اِلَیۡکَ الۡکِتٰبَ بِالۡحَقِّ فَاعۡبُدِ اللّٰہَ مُخۡلِصًا لَّہُ الدِّیۡنَ اَلَا لِلّٰہِ الدِّیۡنُ الۡخَالِصُ وَالَّذِیۡنَ اتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِہٖۤ اَوۡلِیَآءَ مَا نَعۡبُدُہُمۡ اِلَّا لِیُقَرِّبُوۡنَاۤ اِلَی اللّٰہِ زُلۡفٰی اِنَّ اللّٰہَ یَحۡکُمُ بَیۡنَہُمۡ فِیۡ مَا ہُمۡ فِیۡہِ یَخۡتَلِفُوۡنَ (زمر:۲-۳)

’’خبردار! اللہ تعالی ہی کے لیے خالص عبادت کرنا ہے اور جن لوگوں نے اس کے سوا اولیاء بنا رکھے ہیں (اور کہتے ہیں) کہ ہم ان کی عبادت صرف اس لیے کرتے ہیں کہ یہ بزرگ اللہ کے نزدیکی کے مرتبہ تک ہماری رسائی کرادیں، یہ لوگ جس بارے میں اختلاف کررہے ہیں اس کا فیصلہ اللہ کرے گا۔‘‘

اس شرک پر مستزاد یہ کہ وہ اللہ تعالی کے سلسلے میں غلط تصور رکھتے تھے کیونکہ ان کا عقیدہ تھا کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں اور یہ کہ جنات وملائکہ کے درمیان نسلی اور نسبی تعلق ہے، ارشاد ربانی ہے: اَفَاَصۡفٰکُمۡ رَبُّکُمۡ بِالۡبَنِیۡنَ وَاتَّخَذَ مِنَ الۡمَلٰٓئِکَۃِ اِنَاثًا اِنَّکُمۡ لَتَقُوۡلُوۡنَ قَوۡلًا عَظِیۡمًا (الاسراء:۴۰)

’’کیا بیٹوں کے لیے اللہ نے تمہیں چھانٹ لیا اور خود اپنے لیے فرشتوں کو لڑکیاں بنالیں بے شک تم بہت بڑا بول بول رہے ہو۔‘‘

نیز فرمایا: وَجَعَلُوۡا لِلّٰہِ شُرَکَآءَ الۡجِنَّ وَخَلَقَہُمۡ وَخَرَقُوۡا لَہٗ بَنِیۡنَ وَبَنٰتٍۭ بِغَیۡرِ عِلۡمٍ سُبۡحٰنَہٗ وَتَعٰلٰی عَمَّا یَصِفُوۡنَ (الأنعام:۱۰۰)

’’اور لوگوں نے شیاطین کو اللہ تعالی کا شریک قرار دے رکھا ہے حالانکہ ان لوگوں کو اللہ ہی نے پیدا کیا ہے اور ان لوگوں نے اللہ کے حق میں بیٹے اور بیٹیاں بلا سند تراش رکھی ہیں اور وہ پاک ہے اور برتر ہے ان باتوں سے جو یہ کرتے ہیں۔‘‘

اس عقیدہ نے عرب کے بعض عقلاء اور دانشمندوں کی آنکھیں کھول دیں۔ انہوں نے اس برے تصور کے عواقب کو پہچان لیا کہ ذات باری کے بارے میں یہ اعتقاد جہالت پر مبنی ہے اور حق وصواب سے دور ہے۔اس لئے کہ ان لوگوں نے اپنے آپ کو حنیفی ہونے کے دعویدار اور دین ابراہیم کے پیروکار ہونا بتایا لیکن صحیح اعتقادی تصور کو نہ پاسکے اور اس گمشدہ عقیدہ کی تلاش میں کامیابی نہیں مل سکی، ساتھ ہی ان حنفاء نے جاہلی معاشرے پر نکیر نہیں کی اور نہ ہی کوئی صحیح تصور پیش کرسکے اس طرح ان کا عمل مکمل طور پر سلبی رہا۔لہذا ان کا اثر فرد واحد پر بھی نہ پڑ سکا اور نہ ہی ان کے اس عمل پر کسی قسم کا ردعمل ظاہر ہوا، کیونکہ یکہ وتنہا خود عمل کرلینا مفید نہیں اور نہ ہی گوشہ نشینی اور عزلت گزینی نفع بخش ہوسکتی ہے نہ ہی خانقاہوں اور گرجا گھروں میں اپنے آپ کو محصور کرلینا سودمند ہوسکتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اسلام نام ہے ہر حال میں اور ہر جگہ دعوت حق دینے کا، اسلام نام ہے امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا ربانی فریضہ انجام دینے کا، اسلام نام ہے باطل سے ٹکرانے اور اس کو حتی المقدور پاش پاش کردینے کا، خرابی چاہے اس کا وجود جس سطح پر ہو اور اس پر کوئی نکیر نہ کرے کوئی فرد بھی اس کی اصلاح کے لئے کوشاں نہ ہو تو پھر اس کے معنی یہ ہیں کہ پورا معاشرہ اس کو بڑھاوا دینے اور پھیلانے اور اس کو شہہ دینے میں ممد ومعاون اور ملوث ہے۔ارشاد ربانی ہے: لُعِنَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا مِنۡۢ بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ عَلٰی لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِیۡسَی ابۡنِ مَرۡیَمَ ذٰلِکَ بِمَا عَصَوۡا وَّکَانُوۡا یَعۡتَدُوۡنَ کَانُوۡا لَا یَتَنَاہَوۡنَ عَنۡ مُّنۡکَرٍ فَعَلُوۡہُ لَبِئۡسَ مَا کَانُوۡا یَفۡعَلُوۡنَ (مائدہ:۷۸-۷۹)

’’بنی اسرائیل کے کافروں پر حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی زبانی لعنت کی گئی اس وجہ سے کہ وہ نافرمانیاں کرتے تھے اور حد سے آگے بڑھ جاتے تھے۔آپس میں ایک دوسرے کو برے کاموں سے جو وہ کرتے تھے روکتے نہ تھے اور جو کچھ بھی یہ کرتے تھے یقیناً وہ بہت برا تھا۔‘‘

وَلۡتَکُنۡ مِّنۡکُمۡ اُمَّۃٌ یَّدۡعُوۡنَ اِلَی الۡخَیۡرِ وَیَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَیَنۡہَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡکَرِ وَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ (آل عمران:۱۰۴)

’’تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہئے جو بھلائی کی طرف بلائے اور نیک

کاموں کا حکم کرے اور برے کاموں سے روکے اور یہی لوگ فلاح ونجات پانے والے ہیں۔''

اور نبی کریمﷺ کا ارشاد گرامی ہے:من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ، فمن لم یستطع فبلسانہ فمن لم یستطع فبقلبہ وذلك أضعف الایمان (رواہ مسلم فی کتاب الایمان)

جو شخص تم میں سے کسی بری بات کو دیکھے اس کو اپنے ہاتھ سے مٹادے۔ اگر اس کی طاقت نہ ہو تو اپنی زبان سے روکے، اس کی بھی طاقت نہ ہو تو دل سے برا جانے اور یہ ایمان کا سب سے کمتر درجہ ہے۔

لہٰذا خاص زاویوں اور مخصوص کمروں میں خود کو مقید کر لینا اور عبادت گاہوں میں اپنے آپ کو محصور کر لینا اور وہاں تک پہنچنے والوں کی دعوت وتبلیغ پر اکتفا کرنا ایسا طریقہ ہے جس کا وجود دور اول کے مسلمانوں میں نہیں ہے اور نہ ہی مصلحین امت اس سے آشنا تھے بلکہ یہ وطیرہ تو ان اخلاف ومتاخرین کا رہا ہے جنہوں نے آسان ترین امور پر قناعت کر لیا جہاد کے آسان راستے کو اپنایا اور ایمان میں سب سے کمزور ثابت ہوئے۔

حضرت محمدﷺ نے جس ماحول میں آنکھیں کھولیں اور جس معاشرے میں نشو ونما پائی اس معاشرہ میں ظلم وزیادتی کا دور دورہ تھا طاقتور کمزور کو غلام بنائے بیٹھا تھا، مالدار غریبوں کا استحصال کر رہا تھا، بندے اپنے جیسے بندوں کی بندگی اور عبادت میں لگے ہوئے تھے۔ غلامی کی زندگی معروف تھی اور غلاموں کی بھر مار تھی، بندوں کو دائمی غلام بنالینے کے بے شمار طریقے رائج تھے۔ ناحق حملہ ویلغار، سلب ونہب، ظلم وزیادتی اور پیہم جنگ وجدال کے ذریعے لوگوں کو غلامی کے شکنجے میں جکڑ دیا جاتا تھا اور عرب میں جنگوں کی کثرت کا کیا کہنا، ہر روز کہیں نہ کہیں میدان حرب وضرب گرم رہتا، عرب کے جنگ کے ایام جو معروف ومشہور ہیں کون نہیں جانتا، اور یہ معرکے آئے دن معاشرے میں فوج در فوج نئے غلاموں کی کثرت میں مدد ومعاون ہوتے۔ مالداروں کی قلت تھی اور محتاجوں اور لاچاروں کی کثرت، چھاپہ مارنے اور لوٹ پاٹ کا بازار گرم تھا اور روزی روٹی عیش وعشرت اور مال غنیمت اور نفع خوری کا یہ سب سے بڑا وسیلہ اور ذریعہ تھا انسان آزاد ہوتے ہوئے ہمہ وقت خائف رہتا کہ کب وہ غافل ہو اور اس کی متاع حیات چھن جائے اور اپنے دفاع میں کمزور ثابت ہو اور اس پر دوسرا چڑھ دوڑے اور قابض ہو جائے۔ کسی کے بس کی بات نہ تھی کہ وہ ان حادثات اور زیادتیوں کی حدبندی کرتا، اور ان رونما ہونے والے حوادث کو روکتا بلکہ سرے سے اس کے خلاف کوئی زبان ہی نہیں کھولتا اور نہ اس کے خلاف دعوت دیتا گرچہ بعض دلوں میں اس صورتحال پر کسک پیدا ہوتی اور نفس ملامت کرتا لیکن ظلم کی طغیانی اور اس کی قوت اتنی زیادہ تھی کہ دعوت وتبلیغ کی پوشیدہ صلاحیتیں پورے طور پر دب کر رہ گئی تھیں۔

نبی کریمﷺ ایک ایسے ماحول اور معاشرے میں پروان چڑھے جس میں مفاسد کی بھر مار تھی اور رذلت عام تھی، بدکاری وزنا کاری اجتماعی وانفرادی طور پر عام تھی، کسی عورت کا شوہر مر گیا ہو تو اس کو اپنا لینے کے لیے سبقت کرنے والے مرد کی شادی اس سے ہو جانے کا رواج تھا، دوشیزاؤں کی عزت وناموس پر حملہ معروف بات تھی۔ اس پر کوئی نکیر کرنے والا نہ تھا اور نہ کوئی ایسی جماعت تھی جو اس کا مقابلہ کرتی اور اس سے برسرپیکار ہوتی، اس پر مستزاد یہ کہ لڑکیوں کو زندہ درگور کرنا، فقر وفاقہ اور عار کے خوف سے اولاد کو قتل کر دینا معروف تھا، جوا کھیلنا، شراب نوشی کرنا ایسے امور تھے جن کا شمار فخر ومباہات میں ہوتا، اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ معاشرے کا ہر فرد ان برے اعمال کا مرتکب تھا اور یہ برائی ہر فرد اور گھر کے لئے صفت لازمہ بنی ہوئی تھی بلکہ ان منکرات پر ایک معتد بہ تعداد کی جانب سے نکیر نہ ہونے کی وجہ سے شبہ رضامندی کی دلیل بن گئی تھی۔ اس وجہ سے ان برائیوں کے پھیلنے کا موقع ملا گرچہ دعوت واصلاح کا بیڑا کوئی اس وقت اٹھاتا تو اس کی کسی حد تک تائید کی امید کی جاسکتی تھی۔

حضرت محمدﷺ عرب کی ایسی سرزمین میں پلے بڑھے جس کے تمام زرخیز علاقے غیر عربوں کے زیر تسلط تھے، یمن عراق اور شام کے علاقوں پر حبشیوں، فارسیوں اور رومیوں کا قبضہ تھا اور قبائل عرب ان غیر ملکی مستعمرین کی دوستی کا دم بھرتے تھے۔ عرب میں ایسا کوئی شخص نہ تھا جو ان اہل استعمار سے جنگ کی دعوت دیتا اور ان کو بھگا کر بے دخل کرتا۔ اگر ایسی کوئی آواز اٹھتی تو اس کے اعوان وانصار اور ہمنوامل جاتے کم از کم مال غنیمت کے حصول کے لئے ہی سہی، کیونکہ جنگ وجدال ہی کسب معاش اور حصول مال غنیمت کا اہم اور واحد ذریعہ تھا۔ وسط جزیرہ کا حال یہ تھا کہ اس میں بہت سے عربی قبائل منتقل ہوتے رہتے تھے ان کے درمیان سخت جنگ وجدال کا ماحول قائم تھا۔ پیہم لڑائی جاری تھی۔ ادنی ادنی سی بات پر اور حقیر سے حقیر چیز پر تلوار سونت لی جاتی، ہر ایک قبیلہ اپنے قبائلی جنگوں کا ذکر کر کے فخر ومباہات کرتا اور اپنے بڑوں اور بزرگوں اور سورماؤں پر فخر کرتا مختصر یہ کہ جزیرہ کے احوال ایسے نہ تھے جس پر رشک کیا جاتا۔ اس کے باشندگان بقیہ دوسری قوموں کے معیار کی بلندی پر پورے نہیں اترتے تھے ان کی حالت یہ تھی کہ وہ انتشار، انارکی اور ظلم وزیادتی اور فساد کے شکار تھے۔

نبی کریمﷺ کی نشو ونما ایک ایسے قبیلہ میں ہوئی جس کا شمار اشرف ترین قبائل میں ہوتا تھا۔ آپ کی پرورش قریش کے افضل اور محفوظ ترین گھر میں ہوئی۔ آپ کی پیدائش حالت یتیمی میں ہوئی، ماں کا سایہ بھی دیر تک قائم نہ رہ سکا۔ دادا کی شفقت نے بھی زیادہ دنوں تک ساتھ نہیں دیا۔ آرام وخوش عیشی کی زندگی اپنے چچا ابوطالب کے یہاں بھی نصیب نہ ہوئی کیونکہ وہ بھی تنگدست اور کثیر عیال والے تھے، اس طرح سے آپ یتیمی کے کرب انگیز واقعی حالات سے گذرے اور فقر ومحتاجگی کے انتہائی ناگفتہ حالات کا سامنا کیا۔ کیونکہ آپ اللہ کے رسول تھے اور تمام مخلوق میں سب سے

افضل انسان تھے آپ کو اس شخص کے لیے قدوہ اور نمونہ بننا تھا جس کے اپنے قریبی لوگ مر چکے ہوں اور جس کو زندگی کی تلخیوں کو برداشت کرنا ہو۔

نبی کریم ﷺ بھی صادق تھے جھوٹ سے آشنا نہ تھے، آپ امین تھے خیانت نہیں جانتے تھے، وفادار تھے غدرو بے وفائی نہیں جانتے تھے آپ اپنی قوم میں ان اعلی اخلاق وکردار کی وجہ سے معروف تھے، ان صفات کی وجہ سے آپ دوسروں سے ممتاز تھے جس سے ہر آدمی باخبر تھا، ان صفات میں آپ کی ہم سری کا کوئی دعویدار نہیں ہوسکتا تھا، دشمن کو بھی اس کو ماننے سے انکار نہ تھا، کوئی مخالف آپ کو کسی بات میں متہم قرار دے ممکن نہ تھا، آپ ﷺ کی جب بعثت ہوئی تو آپ کی قوم نے آپ سے دشمنی مول لی مگر ان میں سے کوئی فرد بھی آپ کو غیر مناسب صفت سے متصف نہیں کیا اور نہ کسی اخلاقی مرض میں مبتلا بتایا۔ آپ ان کے درمیان چالیس سال تک زندگی گذار چکے تھے اس لمبی مدت میں اگر وہ آپ کی کسی غیر محمود اور بری بات سے واقف ہوتے تو وہ آپ کو مختلف مناسبات سے متہم قرار دینے سے ہرگز نہ چوکتے، آپ مواسم حج میں لوگوں سے ملتے اور آپ کی قوم کوشش کرتی کہ لوگ آپ سے مل نہ سکیں اس لئے انہوں نے لوگوں کو نفرت دلانے کے لئے وہ جو بدترین صفت سے متصف کر سکے وہ لفظ جادوگر تھا وہ اس طرح کہ آپ کی دعوت سے باپ بیٹے اور بھائی بھائی اور شوہر اور بیوی میں جدائی ہوجاتی تھی، ساتھ ہی اپنے زعم باطل میں آپ کو جن لگ جانے کی وجہ سے مجنون بھی باور کرانے کی کوشش کرتے تھے۔ چنانچہ کہتے تھے کہ جن نے اسے چھودیا ہے اس لئے وہ مجنون ہوگیا ہے اور جب بعض نے ان کو سمجھایا کہ کیوں نہ اسے کاذب اور جھوٹا باور کرایا جائے تو انہوں نے خود اس کی تردید کی اور کہا کہ اس کے بارے میں ہمارا تجربہ ہے کہ وہ جھوٹ نہیں بولتا۔

سچائی مسلم کی سب سے بڑی صفت ہے جس سے مسلمان کو کبھی بھی عاری نہیں ہونا چاہیے، چاہے سچ کے نتائج جتنے بھی خطرناک ہوں اور حالات جتنے بھی جھوٹ کے متقاضی ہوں۔ سچائی نیت میں بھی ہونی چاہیے عزم وارادے میں بھی اور اس کے وفا میں بھی صدق بالقول انواع صدق میں سے سب سے مشہور قسم ہے۔ جس کا تعلق خبر دینے سے ہوتا ہے اگر کسی نے خلاف واقع بات نقل کی تو وہی افترا پرداز اور کاذب ہوتا ہے اور اس وقت اس کا شمار منافقین میں ہوتا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے: اِنَّمَا يَفْتَرِى الْكَذِبَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰذِبُوْن (النحل: ۱۰۵) ''جھوٹ وہ لوگ گڑھتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی آیتوں پر ایمان نہیں رکھتے اور وہی لوگ کاذب ہیں۔''

ارشاد نبوی ہے: آية المنافق ثلاث، اذا حدث كذب، واذا وعد أخلف، واذا أئتمن خان (البخاری/ ۸۳۱) فی الایمان: باب علامات المنافق ومسلم (۵۹) فی الایمان باب بیان خصال المنافق)

منافق کی تین علامتیں ہیں۔ جب بات کرتا ہے تو کذب بیانی کرتا ہے۔ جب وعدہ کرتا ہے خلاف ورزی کرتا ہے اور جب امانت رکھتا ہے خیانت کرتا ہے۔

مسلمانوں کی جماعت پر فرض ہے کہ وہ ان لوگوں سے اپنے صفوں کو پاک رکھیں جو جھوٹ بول کر اپنے کرتوت کو صحیح باور کراتے ہیں۔ کیونکہ یہ سب سے زیادہ خطرناک مرض ہے جو امت کی راہ میں حائل ہوتا ہے۔ اور صدق نیت کا مطلب یہ ہے کہ عمل میں اخلاص ہو اور خالص اللہ تعالی کی رضا جوئی کے لئے انجام دیا گیا ہو۔

عمل پر عزم کی صداقت کی مثال یوں ہے کہ کوئی مریض کہے کہ اگر اللہ تعالی نے مجھے اس مرض سے عافیت دی تو میں اللہ کے راستے میں جہاد کروں گا، جب عافیت حاصل ہوگی تو اس وقت عمل پر عزم کی صداقت کا پتہ چلے گا کہ شفا حاصل ہونے کے بعد نفاذ عمل میں تردد اور ارادے میں کمزوری ظاہر ہونے لگے۔ اللہ تعالی نے وفاء عزم کی عدم صداقت کو یوں بیان فرمایا ہے۔ وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ فَلَمَّآ اٰتٰهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْن فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِىْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ بِمَآ اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْن (التوبۃ: ۷۵-۷۷)

''ان میں وہ بھی ہے جنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر وہ ہمیں اپنے فضل سے مال دے گا تو ہم ضرور صدقہ وخیرات کریں گے اور نیکوکاروں میں ہوجائیں گے۔ لیکن جب اللہ نے اپنے فضل سے انہیں دیا تو یہ اس میں بخیلی کرنے لگے اور ٹال مٹول کر کے منھ موڑ لیا۔ پس اس کی سزا میں اللہ نے ان کے دلوں میں نفاق ڈال دیا اللہ سے ملنے کے دنوں تک، کیوں کہ انہوں نے اللہ سے کئے ہوئے وعدے کا خلاف کیا اور بایں سبب کہ وہ جھوٹ بولتے رہے۔''

اور اسی کو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یوں فرمایا کہ لأن أقدم فتضرب عنقی أحب الى من اتأمر على قوم فيهم ابوبكر رضى الله عنه الا ان تسول لى نفسى عند القتل شيئا لا أجده الآن لانى لا آمن أن يثقل عليها ذلك فتتغيرعن عزمها۔

میں آگے بڑھوں اور میری گردن ماردی جائے یہ بات مجھے زیادہ پسند ہے اس بات سے کہ میں ایسی قوم کا امیر بنادیا جاؤں جس میں ابوبکر رضی اللہ عنہ موجود ہوں، الا یہ کہ میرا نفس مجھے قتل کے وقت بہکادے جس کا میں اس وقت تصور بھی نہیں کرسکتا، کیونکہ میں اپنے نفس پر اس بات سے مامون نہیں ہوں کہ یہ بات اس پر اس وقت گراں گذرے اور وہ اپنا عزم بدل دے۔

اور صدق فی العمل کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان کا ظاہری عمل اس کے باطن کے خلاف نہ ہو۔ اور وعدہ کا ایفاء اور عہد و پیمان کا پاس ولحاظ اور کسی شخص کو امان دینے کے بعد اس کے ساتھ بدعہدی اور بے وفائی سے بچنے کا نام بھی صدق میں داخل ہے

اور نبی کریم ﷺ امین تھے اور امانت کی سخت حفاظت کرتے تھے آپ کی قوم سے آپ کی سخت دشمنی تھی اس کے باوجود وہ اپنی اپنی چیزیں حفاظت کی غرض سے آپ کے پاس امانت رکھتے تھے، یہاں پر اس بات کا ذکر بہتر ہوگا کہ کس طرح آپ نے ہجرت کے وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مکہ میں چھوڑ دیا کہ وہ قریش کی امانتوں کو ان تک پہنچادیں باوجود اس کے کہ آپ اپنی تمام املاک وجائداد انہی دشمنوں کے لئے جن کی یہ امانتیں تھیں چھوڑے جارہے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت:

حضرت آمنہ بنت وہب زہریہ عبداللہ بن عبدالمطلب ہاشمی کی حریم زوجیت میں داخل ہوئیں اور رخصتی وشب زفاف کے بعد حاملہ ہوئیں۔حضرت محمد ﷺ کی والدہ آمنہ کو حاملہ ہوئے ابھی دوماہ سے زیادہ کی مدت نہیں گذری کہ تجارت کے سلسلے میں شام سے واپسی پر یثرب میں اپنے ماموں بنی نجار کے قبیلہ میں آپ کے شوہر عبداللہ کا انتقال ہوگیا، اور جب مدت حمل پورا ہوگیا تو نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت ۹؍ربیع الاول ۳۰ نیسان ۵۷۱عیسوی کو ہوئی جو عام الفیل کا پہلا سال تھا۔ انسانی معاشرے میں اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کسی واقعے اور حادثے سے تاریخ متعین کرتے ہیں اور واقعہ فیل اہل مکہ کی نسبت ایک بہت اہم حادثہ ہے جب ابرہہ اشرم نے بیت اللہ شریف کو ڈھانے کے ارادے سے اس پر چڑھائی کی تھی، لیکن اللہ تعالی نے اس کی نگہبانی فرمائی اور اس کے مکروفریب کو اس کے گلے کا پھندہ بنادیا آپ کے دادا نے آپ کا نام محمد رکھا، سیدنا محمد ﷺ کی دایہ اُم عبدالرحمٰن شفا تھیں۔سب سے پہلے جس خاتون نے آپ کو دودھ پلایا وہ آپ کے چچا ابولہب کی باندی ثویبہ تھیں اور آپ کی پرورش آپ کے والد کی باندی ام ایمن نے کی۔اس طرح آپ ﷺ نے یتیمی کی حالت میں پرورش پانا شروع کیا۔

یتیمی کی یہ پہلی منزل ہے جس میں ہر اس شخص کے لئے بڑی ہی تسلی اور ڈھارس ہے جو یتیم پیدا ہوتا ہے کیونکہ سید البشر محمد ﷺ یتیم پیدا ہوئے تھے۔

قریش اور عام اہل شہر کی یہ عادت تھی کہ اپنی اولاد کو بادیہ میں پرورش کے لئے بھیجتے تھے تاکہ وہاں صحیح سالم رہیں اور فصیح عربی زبان سیکھیں، اسی طرح وہاں یہ طریقہ رائج تھا کہ صحرا سے دودھ پلانے والی عورتیں دودھ پیتے بچوں کو حاصل کرنے کے لئے شہر میں جماعت کی شکل میں آتی تھیں اسی عادت کے تحت امسال بھی بنی سعد کی عورتیں آئیں ان میں سے ہر ایک نے دودھ پلانے کے لئے اپنا بچہ حاصل کرلیا جو ان کو کفایت کرتا البتہ انہوں نے محمد ﷺ کو لینے سے انکار کردیا کیونکہ آپ محتاج ویتیم تھے۔ان میں سے ابوکبشہ کی بیوی حلیمہ سعدیہ ایسی تھیں جو کوئی بچہ حاصل نہ کرسکیں، مجبوراانہوں نے محمد ﷺ کو لے لیا، جس میں بھلائی اور خیروبرکت تھی مگر انسان کو کیا پتہ کہ خیر کب اور کہاں سے حاصل ہوجائے۔ بسااوقات اس کی ہر طرح کی بھلائی اسی بات میں ہوتی ہے جس سے وہ دور رہنے کی کوشش کرتا اور بچنا چاہتا ہے۔ جونہی حلیمہ سعدیہ نے اپنے اس بابرکت بچے کو لیکر اپنی سہیلیوں کے ساتھ چلنا شروع کیا، محسوس کیا کہ ان کی چھاتی میں دودھ جوش مار رہا ہے جبکہ ان کی ساتھی عورتیں ان کی دلجوئی اور تسلی خاطر کے لئے مراضع کے سلسلے میں بات کرنا پسند نہیں کرتی تھیں کہ مبادا حلیمہ کو یتیم وفقیر بچہ حاصل ہونے کی وجہ سے یہ بات گراں نہ گذرے۔

لیکن ان میں جب کوئی عورت کسی دوسرے سے تنہائی میں ہوتی یا حلیمہ جونہی قافلے سے الگ ہوتیں تو چرچا شروع کردیتیں، ہنستیں اور ان کی حالت زار پر افسوس کا اظہار کرتیں اور مرثیہ پڑھتیں۔ بنی سعد کی مرضعات (دودھ پلانے والیوں) کا یہ قافلہ جونہی ان سنگریز بادیہ میں پہنچا جس میں قحط سالی اور چراگاہوں کے خشک ہوجانے کی وجہ سے جانوروں کے تھن خشک ہونے لگے تھے۔ حضرت محمد ﷺ کے قدوم میمنت لزوم سے آسمان نے اپنے خیروبرکت کے دروازے کھولدیئے مدتوں کی تشنہ لب اور پیاسی زمین سرسبزوشاداب ہوگئی، گھاس اور چارے لہلہانے لگے بکریاں آسودہ ہوکر لحیم وشحیم ہوگئیں اور ان کے تھن دودھ سے لبریز ہوگئے بلکہ ان کے تھن دودھ کی کثرت سے بوجھل ہوگئے۔ بنی سعد کو اس سرزمین پر خیروبرکت کے نزول کا احساس ہوگیا گرچہ وہ اس سے زیادہ نہیں کہہ سکتے تھے کہ خیروبرکت حلیمہ سعدیہ کے خاندان کے علاوہ کسی اور سے حاصل نہیں ہوا ہے۔ خود حلیمہ سعدیہ کو احساس تھا اور اطمینان کہ یہ برکتیں اس یتیم رضیع سے اسی وقت سے حاصل ہوئی ہیں جب اس نے اس گھر میں قدم رکھا ہے خاص طور پر یہ احساس اور جاگزیں ہوا جب واقعہ شق الصدر پیش آیا۔ (محمود شاکرؒ۔سیرت رسول رحمت)

☆☆☆

مکتبہ ترجمان کی تازہ پیشکش

نکاح نامہ رجسٹر

☆ کتاب وسنت کی روشنی میں تیار شدہ

☆ مارکیٹ میں دستیاب تمام نکاح ناموں سے منفرد۔

☆ نکاح سے متعلق بنیادی احکام ومسائل سے آراستہ

☆ نہایت دیدہ زیب اور آرٹ پیپر پر طباعت

☆ ہر مسجد ومدرسہ کی بڑی ضرورت۔

اوراق:150 قیمت:Rs.200/-Net

مسلمانانِ ہند اور نظامِ جماعت

امام الہند علامہ ابوالکلام آزادؒ

ہمارے لیے اصلی سوال اب یہ نہیں رہا ہے کہ گورنمنٹ کو کیا کرنا تھا۔ صرف یہ ہے کہ ہمیں کیا کرنا چاہئے؟

اس بارے میں مسلمانوں کے لیے راہ عمل ہمیشہ سے ایک ہی رہی ہے اور ہمیشہ کی طرح اب بھی ایک ہی ہے۔ یعنی ہندوستان کے مسلمان اپنی جماعتی زندگی کی اس معصیت سے باز آجائیں جس میں ایک عرصہ سے مبتلا ہیں اور جس کی وجہ سے فوز و فلاح کے تمام دروازے ان پر بند ہوگئے ہیں۔

''جماعتی زندگی کی معصیت'' سے مقصود یہ ہے کہ ان میں ایک ''جماعت'' بن کر رہنے کا شرعی نظام مفقود ہو گیا ہے وہ بالکل اس گلے کی طرح ہیں جس کا انبوہ جنگل کی جھاڑیوں میں منتشر ہو کر گم ہو گیا ہو۔ وہ بسا اوقات یکجا اکھٹے ہو کر اپنی جماعتی قوت کی نمائش کرنی چاہتے ہیں۔ کمیٹیاں بناتے ہیں، کانفرنسیں منعقد کرتے ہیں، لیکن یہ تمام اجتماعی نمائشیں، شریعت کی نظروں میں ''بھیڑ'' اور ''انبوہ'' کا حکم رکھتی ہیں ''جماعت'' کا حکم نہیں رکھتیں۔ ''بھیڑ'' اور ''جماعت'' میں فرق ہے۔ پہلی چیز بازاروں میں نظر آجاتی ہے، جب کوئی تماشہ ہو رہا ہو۔ دوسری چیز جمعہ کے دن میں مسجدوں میں دیکھی جاسکتی ہے، جب ہزاروں مسلمانوں کی منظّم و مرتب صفیں ایک مقصد ایک جہت ایک حالت اور ایک ہی کے پیچھے مجتمع ہوتی ہیں۔

شریعت نے جہاں مسلمانوں کے لیے انفرادی زندگی کے اعمال مقرر کر دیئے ہیں، وہاں ان کے لیے ایک اجتماعی نظام بھی قرار دے دیا ہے۔ وہ کہتی ہے کہ زندگی اجتماع کا نام ہے۔ افراد و اشخاص کوئی شئے نہیں۔ جب کوئی قوم اس نظام کو ترک کر دیتی ہے تو گو اس کے افراد فرداً کتنے ہیں شخصی اعمال و عادات میں سرگرم ہوں، لیکن یہ سرگرمیاں اس بارے میں کچھ سود مند نہیں ہوسکتیں اور قوم جماعتی معصیت میں مبتلا ہو جاتی ہے۔

قرآن وسنت نے بتلایا ہے کہ شخصی زندگی کے معاصی کسی قوم کو یکا یک برباد نہیں کر دیتے اشخاص کی معصیت کا زہر آہستہ آہستہ کام کرتا ہے۔ لیکن جماعتی زندگی کی معصیت کا تخم (یعنی نظام جماعتی کا نہ ہونا) ایسا تخم ہلاکت ہے جو فوراً بربادی کا پھل لاتا ہے اور پوری قوم کی قوم تباہ ہو جاتی ہے۔ شخصی اعمال کی اصلاح و درستگی بھی نظام اجتماعی کے قیام پر موقوف ہے۔ مسلمانان ہند جماعتی زندگی کی معصیت میں مبتلا ہیں اور جب جماعتی معصیت سب پر چھا گئی ہے تو افراد کی اصلاح کیوں کر ہوسکتی ہے۔

کتاب وسنت نے جماعتی زندگی کے تین رکن بتائے ہیں:

تمام لوگ کسی ایک صاحب علم و عمل مسلمان پر جمع ہو جائیں اور وہ ان کا امام ہو۔

وہ جو کچھ تعلیم دے، ایمان و صداقت کے ساتھ قبول کریں، قرآن وسنت کے ماتحت اس کے جو کچھ احکام ہوں ان کی بلا چوں وچرا تعمیل واطاعت کریں۔

سب کی زبانیں گونگی ہوں، صرف اسی کی زبان گویا ہو۔ سب کے دماغ بے کار ہو جائیں صرف اسی کا دماغ کارفرما ہو لوگوں کے پاس نہ زبان ہو نہ دماغ، صرف دل ہو جو قبول کرے، صرف ہاتھ پاؤں ہوں جو عمل کریں۔

اگر ایسا نہیں ہے تو ایک بھیڑ ہے، ایک انبوہ ہے، جانوروں کا ایک جنگل ہے، کنکر پتھر کا ایک ڈھیر ہے۔ مگر نہ تو جماعت، نہ قوم، نہ اجتماع۔ اینٹیں ہیں مگر دیوار نہیں، کنکر ہیں مگر پہاڑ نہیں، قطرے ہیں مگر دریا نہیں، کڑیاں ہیں جو ٹکڑے ٹکڑے کر دی جاسکتی ہیں، مگر زنجیر نہیں ہے جو بڑے بڑے جہازوں کو گرفتار کر لے سکتی ہے۔

کسی گزشتہ فصل میں بہ ضمن شرح حدیث حارث اشعری و جماعت کی حقیقت پر بحث کی گئی ہے۔ اس موقع پر وہ پیش نظر رہے۔

یہ وقت فصل کاٹنے کا تھا، نہ کہ ڈالنے کا، لیکن مسلمانوں نے اپنی جدوجہد کی تمام گزشتہ زندگی گم گشتگی و بے حاصلی میں ضائع کر دی، حتی کہ سچ مچ وہ وقت آگیا، جس کی تباہیوں کا تخیل پیدا کر کے کبھی ڈرانے والے ڈرایا کرتے تھے۔ فَقَدْ جَآءَ اَشْرَاطُهَا فَاَنّٰى لَهُمْ اِذَا جَآءَتْهُمْ ذِكْرٰهُمْ (محمد: ۱۸) اب بھی اگر کام ہے تو یہی کام ہے اور غم ہونا چاہئے تو اسی کا سچے کام کرنے میں کتنی ہی دیر ہو جائے، مگر جب بھی کیا جائے سچائی ہے۔ اس کے لیے نہ تو کوئی وقت ناموافق ہے نہ کوئی جگہ مخالف۔ اس کے کرنے میں جس قدر دیر کی جائے گی، معصیت اور ہلاکت ہے، لیکن جب کبھی کر دیا جائے سچائی اور نیکی ہے اور اس کا ثمرہ زندگی اور کامرانی ہے۔

تمہاری سب سے بڑی گمراہی یہ ہے کہ خاص خاص وقتوں میں خاص کاموں کا نام سن پاتے ہو اور پھر چیخنے چلانے لگتے ہو اور جس طرح اونگھتا ہوا آدمی ایک مرتبہ چونک اٹھتا ہے، یکا یک اعتقاد و عمل دونوں تمہیں یاد آجاتے ہیں۔ حالانکہ نہ تو خاص خاص وقتوں میں ہی تمہاری مصیبت وجود میں آتی ہے، نہ کامیابی کی راہ کسی خاص کام کے پڑ جانے پر موقوف ہے، تمہاری مصیبت دائمی، تمہارا ماتم ہمیشگی کا، تمہارا روگ تمہاری ہڈیوں کے اندر سمایا ہوا۔ اور تمہاری نحوست ۲۴ گھنٹے تمہاری ساتھی ہے اور ٹھیک

اسی کی طرح تمہاری کامیابی وخوشحالی بھی ہروقت تمہارے سائے کے ساتھ ساتھ دوڑ رہی ہےاور ہرآن وہرلمحہ تمہارے وجود کے اندر سمائی ہوئی ہے۔

تم وقت پرسامنے آجانے والی چیزوں کے غم میں کیوں گھلے جاتے ہواپنا ہمیشہ کا معاملہ ایک مرتبہ درست کیوں نہیں کرلیتے جب تک دل وجگر کا علاج نہ ہوگا۔روز نئے نئے روگ لگتے رہیں گے۔خلافت کا مسئلہ کل سے سامنے آیا ہے۔مگر تمہاری بربادی کا مسئلہ کل ہی سے نہیں شروع ہوا، پس تمہارا اصلی کام کوئی خاص مسئلہ اور کوئی خاص تحریک نہیں ہوسکتی۔ ہمیشہ سے ہمیشہ کے لیے صرف یہی ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں کو مسلمان بننا چاہئے اورقوم وفرد دونوں اعتباروں سے ٹھیک ٹھیک اسلامی زندگی اختیار کرلینی چاہئے۔اس ایک کام کے انجام پانے پر سارے کام خود بخود انجام پا جائیں گے۔سوال حکومتوں کے نکل جانے کانہیں ہے۔ایمان کی گم گشتگی اورمحرومی کا ہے۔

درازیٔ شب و بیداریٔ من ایں ہمہ نیست
زبخت من خبر آرید تا کجا خفت است

اسی مسئلہ خلافت کو دیکھو! شرعی اور سیاسی دونوں پہلوؤں سے کس قدر اہم اور نازک معاملہ ہے۔اگر آج مسلمانوں میں ان کے ائمہ ومشاہیر موجود ہوتے توان میں سے بھی ہر شخص زبان نہ کھولتا۔کسی ایک صاحب نظر وعمل کے احکام پر سب کار بند ہوجاتے لیکن اس کے مقابلہ میں آج تمہارا حال کیا ہورہا ہے؟ کمیٹیوں اور تجویزوں کی عادت برسوں سے پڑی ہوئی ہے۔اس قینچی سے اس پہاڑ کو بھی کترنا چاہئے۔ ہرزبان تجویزیں پیش کررہی ہے۔ ہر قلم امام ومجتہد کی طرح احکام نافذ کررہا ہے۔کوئی کچھ کہتا ہے،کوئی کچھ کہتا ہے،کوئی دائیں بلاتا ہے کوئی بائیں۔کیا اس طوائف الملوکی اور ذہنی انارکی کے ساتھ جو عالم فکر ونظر کا ایک پورا پورا عذر ہے، یہ مہم سر ہوسکتی ہے؟

شرعی پہلو سے مسئلہ کا یہ حال کہ ایک صاحب نظر واجتہاد دماغ کی ضرورت ہے،جس کا قلب کتاب وسنت کے معارف وغوامص سے معمور ہو وہ اصول شرعیہ کو مسلمانان ہند کی موجودہ حالت پران کے توطن ہند کی حدیث العہد نوعیت پرایک ایک لمحہ کے اندر متغیر ہوجانے والے حوادثِ جنگ وصلح پر ٹھیک ٹھیک منطبق کرے،اور پھر تمام مصالح ومقاصد شرعیہ وملیہ کے تحفظ وتوازن کے بعد فتوئے شرع صادر کرتا رہے، نہ ہر عالم اس کا اہل ہے، نہ ہر مدرسہ نشین اس کا اسرار شناس۔

سیاسی پہلو سے دیکھا جائے تو جو کام فوجوں اور حکومتوں کی طاقت سے انجام پاسکتا ہے۔اس کو تم صرف اپنی جماعتی قوت کے استعمال سے حاصل کرنا چاہتے ہو، پھر کس قدر نامرادی ہے کہ وہ قوت بھی ناپید؟

بلاشبہ لوگوں میں احساس اور طلب کی کمی نہیں وہ جوش وسرگرمی کی کمی ہے اور یہ بڑی ہی قیمتی چیز ہے،لیکن اگر صحیح راہِ عمل نہ اختیار کی گئی تو یہی بات سب سے زیادہ مضر بھی ہوجاسکتی ہے۔جذبات کی مثال اسٹیم کی سی ہے بغیر اسٹیم کے کچھ نہیں ہوسکتا،لیکن وہ بھی بغیر مشین اور سائق (ڈرائیور) کے کچھ نہیں کرسکتی۔مشین اس کی طاقت کو ترتیب دیتی اور ڈرائیور اس سے کام لیتا ہے۔اگر یہ دونوں باتیں نہیں ہیں تو اس سے زیادہ کوئی خطرناک اور مہلک چیز بھی نہیں ہوسکتی کاش وہ نہ ہوتی وہ ٹرین کو منزلِ مقصود پر پہنچاتی ہے۔مگر انجنوں کو ٹکرا کر ہزاروں انسانوں کو بھی ہلاک کردیتی ہے۔

جذبات اسی وقت کام دے سکتے ہیں جب ان کو مرتب کرلے اوران پر حکم وقضا کے لیے ''ادراک'' اور ''دماغ'' بھی موجود ہے،''وذلك عمل النبوة ولكن لا يعقلها الا العالمون'' بہرحال اس وقت ہمیشہ اور ہمیشہ کے لیے ''راہ عمل'' یہی ہے کہ مسلمان سب سے پہلے اسلام کی جماعتی زندگی اختیار کرلیں۔اسی پر مسئلہ خلافت اسلامی کے بھی تمام مہمات واعمال موقوف ہیں۔

تمام مسلمانوں کو ان ہمدردانِ ملت کا شکر گزار ہونا چاہئے،جنہوں نے آل انڈیا خلافت کمیٹی کی بنیاد ڈالی اور تمام ملک میں اس کی شاخوں کے قیام کا سروسامان کیا۔ لیکن خلافت کمیٹی کا نظام مسلمانوں کو نظام جماعتی وشرعی کے قیام سے مستغنی نہیں کردے سکتا، خلافت کمیٹی روپیہ جمع کرے گی۔ ایجی ٹیشن جاری رکھے گی، تبلیغ واشاعت کرے گی،لیکن نہ تو وہ قوم کو سنبھال سکتی ہے نہ کمیٹیوں سے 'جماعت' پیدا ہوسکتی ہے، نہ شرعی نظام کی قائم مقامی ہوسکتی ہے۔وہ خواہ احکام شرعیہ کے علم کے لیے اپنے قیام وتکمیل کے لیے رفع تفرقہ وانتشار کے لیے اور روح اجتماع وقوام کے نفوذ کے لیے ایک بالاتر قوت حاکمہ ونافذہ محتاج ہے اوراگر قوت نہیں ہے تو پھر اس کی ہستی بھی قائم نہیں رہ سکتی۔

نظام شرعی یہ نہیں ہے کہ ہر شخص فرداً فرداً سوچتا رہے کہ مسئلہ خلافت کے لیے کیا کرنا چاہئے؟ اور اخباروں میں آرٹیکل لکھے جائیں کہ علمی راہ کیا ہونی چاہئے؟ اور ہر شخص یا چند آدمیوں کی گڑھی ہوئی کمیٹی کو یہ حق ہے کہ لوگوں کو کسی خاص راہ کی طرف دعوت دینا شروع کردے، یہ کام صرف ایک صاحب نظر واجتہاد کا ہے جس کو قوم نے بالاتفاق تسلیم کرلیا ہو۔وہ وقت اور حالت پر اصول واحکام شریعت کو منطبق کرے گا۔ ایک ایک جزئیہ حوادث واقعات پر پوری کارروائی ونکتہ شناسی کے ساتھ نظر ڈالے گا۔ امت وشرع کے اصول ومصالح ومقاصد ان کے سامنے ہوں گے،کسی ایک گوشے ہی میں متفرق نہ ہوجائے گا کہ باقی تمام گوشوں سے بے پرواہو جائے۔

حفظت شيئا وغابت عنك اشياء

سب سے بڑھ کر یہ اعمال مہمہ امت کی راہ حق میں منہاج نبوت پر اس کا قدم استوار ہوگا اوران ساری باتوں کے علم وبصیرت کے بعد ہر وقت ہر تغیر، ہر حالت، ہر جماعت کے لیے احکام شرعیہ کا استنباط کرسکے گا۔

زبان زنکتہ فرو ماندو رازِ من باقیست
بضاعت سخن آخر شد و سخن باقیست

عزیزانِ ملت!اس طول طویل صحبت میں جو کچھ بیان کیا گیا،اس میں کوئی بات بھی ایسی نہیں جو میری زبان پر نئی ہو۔ یہ تمام وہی افسانۂ کہن ہے جو پچھلے دس

سالوں سے برابر دہراتا رہا ہوں اور اگر ''الہلال'' و ''البلاغ'' کی پیہم صدائیں تمہارے حافظہ میں فراموش نہیں ہوگئی ہیں تو تم اس کی تصدیق کروگے، تمہارے رہبروں اور پیشواؤں کی رائیں اور صدائیں کتنی ہی مضطرب ومتزلزل رہی ہوں، لیکن میری طرف دیکھو! میں ایک انسان تم میں موجود ہوں جو دس سال سے صرف ایک ہی صدائے دعوت بلند کرتا رہا اور صرف ایک ہی بات کی جانب تڑپ تڑپ کر بلا رہا اور لوٹ لوٹ کر پکار رہا ہوں ولکن لاتحبون الناصحین۔ افسوس کہ تم حقیقی اور سچی بات کہنے والوں کو پسند نہیں کرتے، تم نمائش کے پجاری، شور وہنگامہ کے بندے اور وقتی جذبات وانفجار وہیجان کی محادق ہو، تم میں نہ امتیاز ہے، نہ نظر، نہ تم جانتے ہو نہ پہچانتے ہو۔ تم جس قدر دوڑ کر آتے ہو اتنی ہی تیزی کے ساتھ فرار بھی کرجاتے ہو، تمہاری اطاعت جس قدر سہل ہے اور تمہاری ارادت جتنی سستی، اتنا ہی تمہارا انحراف آسان ہے اور اسی نسبت سے تمہاری مخالفت بھی ارزاں ہے۔ پس نہ تو تمہاری تحسین کی کوئی قیمت، نہ تمہاری توہین کا کوئی وزن، نہ تمہارے پاس دل ہے نہ دماغ، وساوس ہیں جن کو تم افکار سمجھتے ہو، خطرات ہیں جن کو تم عزائم کہتے ہو، خدارا بتلاؤ، میں تمہارے ساتھ کیا کروں؟ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ آج جن باتوں کے لیے تم رورہے ہو، یہ وہی باتیں ہیں جو ایک زمانے میں میری زبان سے فریاد کا اضطراب اور طلب کی چیخ بن کر نکلتی تھیں۔ مگر تمہارے سینے کے اندر پتھر کا ایک ٹکڑا ہے، اس سے ٹکرا ٹکرا کر واپس آجاتی تھیں؟ اور یک قلم انکار واعراض میں غرق تھے۔ تم نے ہمیشہ اعراض ہی نہیں کیا بلکہ '' جَعَلُوْٓا اَصَابِعَهُمْ فِیْٓ اٰذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِیَابَهُمْ وَاَصَرُّوْا وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا '' (نوح:۷) کی ساری سنتیں غفلت وانکار کی تازہ کردیں۔ میں نے تم میں سے ہر گروہ کو ٹٹولا، میں نے دلوں اور روحوں کا ایک ایک گوشہ چھان مارا، جب کوئی بھیڑ دیکھی، فریاد کی۔ جب کبھی انسان کو دیکھا، اپنی طرف بلایا لیکن فَلَمْ یَزِدْهُمْ دُعَآءِیْٓ اِلَّا فِرَارًا (نوح:۶) بہت کم روحیں ایسی نکلیں جن کو حقیقت کا فہم ہو اور بہت کم دل ایسے ملے جو طلب وعشق سے معمور ہوں۔ یہاں تک کہ میں تمہاری آبادیوں سے الگ ہو کر رانچی کے گوشۂ قید وبند میں چلا گیا اور خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ وہاں بھی میری صبحیں اور میری شامیں کن فکروں میں اور کاموں میں بسر ہوتی رہیں۔ اب میں پھر تم میں واپس آگیا ہوں لیکن تمہاری بھیڑوں اور غولوں میں سچی جستجو کا چہرہ اسی طرح مفقود ہے جیسا کہ ہمیشہ سے مفقود رہا ہے۔ اب تک حقیقت شناسی کی کوئی گیرائی تم میں نظر نہیں آتی۔ تم مجھے بلاتے ہو کہ استقبال سے بھرے ہوئے اسٹیشنوں پر اتارو، ایسے پر جوش انسان کے نعرے سناؤ جن کے ہاتھوں میں فتح مند فوجوں کی طرح جھنڈیاں ہوں، اور پھر اتنے انسان میری گاڑی کے چاروں طرف اکٹھے کردو کہ ان کے ہجوم میں دو چار آدمیوں کا خون ہوجائے، مگر آہ! میں تمہاری ان بھیڑوں کو لے کر کیا کروں گا۔ جب تمہارے دلوں میں سناٹا چھایا ہوا ہو اور تمہارے اس جوش استقبال سے مجھے کیا خوشی ہو۔ جب تمہاری روحیں موت کی افسردگی سے مرجھائی ہوئی ہوں، افسوس تم میں کوئی نہیں جو میری زبان سمجھتا ہو، تم میں کوئی نہیں جو میرا آشنا سا ہو، میں سچ سچ کہتا ہوں کہ تمہارے اس پورے ملک میں میں ایک بے یار و آشنا غریب الوطن ہوں۔

من بہر جمعیتے نالاں شدم
جفت خوشحالاں و بدحالاں شدم

ہر کسے از ظن خود شد یارِ من
وزوزن من نہ جست اسرارِ من

سر من از نالۂ من دور نیست
لیک کس را گوش آں منظور نیست

میری رایوں میں نہ کبھی تبدیلی ہوئی، نہ میرے سفر میں کبھی یمین ویسار کا تذبذب پیش آیا ہے۔ تبدیلیاں فکروں میں ہوسکتی ہیں، قیاسوں میں ہوسکتی ہیں، پولٹیکل حکمتِ عملیوں میں ہوسکتی ہیں، انسانی تقلید اس کا سرچشمہ ہے اور انسانوں اور قوموں کا اتباع اس کا منبع لیکن ان عقائد میں کبھی تبدیلی نہیں ہوسکتی جو وحی وتنزیل کی اٹل اور دائمی ہدایتوں سے ماخوذ ہیں۔ الحمدللہ کہ میں جو کچھ کہتا اور کرتا رہا وہ میرے عقائد ومعلومات تھے، تمہارے بڑوں کی آراء ومظنونات نہ تھے۔ ''اِنَّ الظَّنَّ لَا یُغْنِیْ مِنَ الْحَقِّ شَیْئًا '' (یونس:۳۶)

اس وقت تم میں سے اکثروں نے اعراض کیا، بہتوں نے استہزاء کیا، کتنوں ہی نے کہہ دیا کہ یہ تو ایک طرح کی مذہبی بناوٹ اور مافوق الفطرت دعووں کا اعلان ہے۔ یرید ان یتفضل علینا۔ بعضوں نے تو فیصلہ ہی کردیا کہ یہ صرف فصاحت و بلاغت کی ساحری اور ایک طرح کی ادیبانہ افسوں گری ہے۔ ''اکْتَتَبَهَا فَهِیَ تُمْلٰی عَلَیْهِ بُكْرَةً وَّاَصِیْلاً '' (فرقان:۵) لیکن دیکھو! بالآخر رفتہ رفتہ سب نے اپنی جگہیں چھوڑ دیں، سب اسی راہ پر چل پڑے بہتوں نے دانستہ اور بہتوں نے نادانستہ، مگر راہ سب نے وہی اختیار کی۔ آج تم سب اسی ''مافوق الفطرت'' دعووں اور ''ساحرانہ فصاحت طرازیوں'' کو اپنا اصل الاصول بنائے ہوئے ہو اور ''قیام شریعت'' اور ''تقدیم واتباع سنت'' اور ''حفظ ودفاع ملت'' کے ناموں سے موسوم کرتے ہو۔

پس جبکہ یہ پہلا تجربہ ومشاہدہ تمہارے سامنے ہیں تو آج میں اعلان کرتا ہوں کہ دوسرے تجربہ کا وقت آگیا۔ راہِ عمل کے لیے تمہارا رخ وہ ہے، جس کی طرف تم دوڑ رہے ہو اور میری راہ وہ ہے، جس کی طرف پچھلے صفحوں میں بلا چکا ہوں۔ تم بارش کے وجود سے انکار تو نہیں کرتے مگر منتظر رہتے ہو کہ پانی برسنے لگ جائے تو اقرار کریں۔ لیکن میں ہواؤں میں پانی کی بو سونگھ لینے کا عادی ہوں اور صرف بادلوں ہی کو دیکھ لینا میرے علم کے لیے کافی ہوتا ہے۔ پس اگر پچھلا تجربہ بس کرنا ہے تو اس سے عبرت پکڑو اور اگر ابھی اور انتظار کرنا چاہتے ہو تو انتظار کردیکھو! ''فَسَتَذْكُرُوْنَ مَآ اَقُوْلُ لَكُمْ وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْٓ اِلَى اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بَصِیْرٌ بِالْعِبَادِ'' (مومن:۴۴)

☆☆☆

رپورٹ: ڈاکٹر محمد شیث ادریس تیمی
شعبہ تنظیم

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مجلس عاملہ کا اہم اجلاس اختتام پذیر

ملک وملت سے متعلق اہم قرارداد اور جماعت و جمعیت سے متعلق متعدد اہم مسائل پر غور وخوض اور اہم فیصلے۔
پینتیسویں آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس کا انعقاد ہوگا، تاریخ کا اعلان بعد میں کیا جائے گا۔

مرکزی جمعیت اہلحدیث ہند کی مجلس عاملہ کا یہ اجلاس مورخہ ۱۷/فروری ۲۰۲۰ء کو مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر محترم فضیلۃ الشیخ اصغر علی امام مہدی سلفی حفظہ اللہ کے زیر صدارت بمقام اہل حدیث کمپلیکس اوکھلا، نئی دہلی منعقد ہوا جس میں پورے ملک سے موقر اراکین عاملہ و ذمہ داران صوبائی جمعیات اہل حدیث اور مدعوئین خصوصی شریک ہوئے۔ اجلاس کا ایجنڈا حسب ذیل تھا:

۱- خطاب امیر۔
۲- گزشتہ کارروائی کی خواندگی وتوثیق۔
۳- رپورٹ ناظم عمومی۔
۴- رپورٹ ناظم مالیات۔
۵- پینتیسویں آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس کے انعقاد پر غور وخوض۔
۶- موجودہ حالات پر ایک نظر۔
۷- جمعیت کے مالی استحکام کے لیے غور وخوض۔
۸- دیگر امور باجازت صدر۔

اجلاس کا آغاز مقررہ وقت پر دس بجے صبح مرکزی جمعیت اہلحدیث ہند کے نائب امیر حافظ محمد عبدالقیوم صاحب کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ پھر حسب ایجنڈا کارروائی شروع ہوئی۔

سب سے پہلے امیر محترم نے حمد وصلاۃ کے بعد تمام موقر اراکین عاملہ و ذمہ داران صوبائی جمعیات اور مدعوئین خصوصی کا گرمجوشی سے استقبال کیا۔ انہیں اھلا وسھلا و مرحبا اور خوش آمدید کہا اور تمام تر دینی، دعوتی اور منصبی مصروفیات کے باوجود اجلاس میں شرکت کے لیے ان کی خدمت میں گلدستہ تشکر و امتنان پیش کیا اور اپنے جامع ترین تذکیری وتوجیہی خطاب میں اتباع کتاب وسنت، دعوت وارشاد، تعلیم وتربیت، تقویٰ و طہارت، اتحاد ویکجہتی، خیرسگالی، بھائی چارہ، فرقہ وارانہ ہم آہنگی اور انسان دوستی اور اسلام کی بیش بہا انسانیت نواز وروشن تعلیمات سے برادران وطن کو روشناس کرانے کی ضرورت پر بطور خاص زور دیا اور ہر طرح کی دہشت گردی، بدامنی ومنافرت کی کڑے لفظوں میں مذمت کی۔ اور پوری ایمانی قوت، صبر وضبط، ہمت وحکمت اور صلح وآشتی سے مل جل کر رہنے اور خیر امت کا فریضہ ادا کرتے رہنے کی تلقین کی۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے ناظم عمومی مولانا محمد ہارون سنابلی نے اس اجلاس میں مرکزی جمعیت کی کارکردگی رپورٹ پیش کی جس کی حاضرین نے توثیق کی اور ناظم مالیات الحاج وکیل پرویز نے حسابات پیش کیے جس پر ہاؤس نے اطمینان و اعتماد کا اظہار کیا۔ میٹنگ میں جمعیت کے کاموں کا بھی جائزہ لیا گیا اور آئندہ دعوتی، تعلیمی، تنظیمی، تعمیراتی اور رفاہی منصوبوں اور انسانی خدمات کو مہمیز دینے کے لئے غور کیا گیا۔ علاوہ ازیں جمعیت کے مالی استحکام بالخصوص اہل حدیث منزل اور اہل حدیث کمپلیکس میں زیر تعمیر کثیر المقاصد عمارت کے لئے ملکی سطح پر اہل خیر حضرات کا زیادہ سے زیادہ تعاون حاصل کرنے کی اپیل کی گئی۔ اس میٹنگ میں پینتیسویں آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس سے متعلق بھی گفتگو ہوئی اور سردست بوجوہ بعد میں تاریخوں کے اعلان کا فیصلہ کیا گیا۔ علاوہ ازیں ملک وملت اور عالمی مسائل سے متعلق قراردادیں وتجاویز بھی منظور کی گئیں۔

مجلس عاملہ کی قرارداد میں اسلام کی انسانیت نواز تعلیمات کی بڑے پیمانے پر نشر واشاعت کرنے اور ملی وجماعتی تنظیموں کے سربراہوں اور علماء وعوام کو ایک دوسرے پر الزام تراشی اور حسد کرنے سے گریز کرنے کی تلقین کی گئی اور غریبی، بے روزگاری، مہنگائی اور ناخواندگی کو ملک کے اہم مسائل قرار دیتے ہوئے ان کے ازالے کے لیے موثر اقدامات کرنے کی اپیل کی گئی ہے۔ قرارداد میں قومی یکجہتی، بھائی چارگی، ہمدردی اور آپسی ملنساری کو موجودہ حالات کے پیش نظر فروغ دینے اور ملک کی اس شناخت کو ختم کرنے والے عناصر کی حوصلہ شکنی کی ضرورت پر زور دیا گیا اور اس سلسلے میں میڈیا سے اپنی ذمہ داری نبھانے کی اپیل کی گئی ہے۔

علاوہ ازیں ملک کی گرتی معیشت پر توجہ دینے، خواتین کے استحصال کے خلاف

آواز اٹھانے، جہیز کی مخالفت کرنے کے ساتھ، شراب نوشی جیسی دیگر سماجی برائیوں پر تشویش کا اظہار کیا گیا ہے۔ مجلس عاملہ کی قرارداد میں کہا گیا ہے کہ خلاف آئین اور عصبیت پر مبنی قانون سی اے اے اور این آر سی اور این پی آر کے حوالے سے جو پُر امن جدوجہد ہورہی ہے وہ ملک کے باشندوں کا آئینی حق ہے۔ ان کے خلاف طاقت کا استعمال خلاف آئین اور جمہوریت کو کمزور کرنے کے مترادف ہے۔ اسی طرح بھڑکاؤ اور اشتعال انگیز بیان خواہ کسی کی طرف سے بھی ہو اس پر ناپسندیدگی اور ناگواری کا اظہار کیا گیا۔

مجلس عاملہ کی قرارداد میں دہلی الیکشن میں عام آدمی پارٹی کے ذمہ داران اور دہلی کے عوام کو مبارکباد اور الیکشن کے دوران نفرت انگیز بیانات پر مرکزی وزیر داخلہ کے اظہار افسوس کا خیر مقدم کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں سیاسی جماعتوں سے انتخابات میں قومی وسماجی مسائل ہی کو موضوع بنانے کی اپیل کی گئی ہے۔

مجلس عاملہ کی قرارداد میں دہشت گردی کی سخت مذمت کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ دہشت گردی کا کوئی مذہب نہیں ہوتا اس لیے اس کو کسی خاص مذہب اور کمیونٹی کی طرف منسوب کرنا درست نہیں ہے۔ اسی طرح سے ماحولیات کے تحفظ پر زور دیا گیا نیز کرونا وائرس کے متاثرین سے ہمدردی اور مرنے والوں کے لواحقین سے تعزیت کا اظہار کیا گیا ہے۔

قرارداد میں دنیا خصوصاً عالم اسلام کی آپسی رسہ کشی پر اظہار تشویش کیا گیا اور اسے پوری امت کے لیے نقصاندہ قرار دیا گیا اور فلسطین میں اسرائیل کی ظلم و بربریت کی مذمت کی گئی ہے۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مجلس عاملہ کی قرارداد میں ان لوگوں سے ہوشیار رہنے کی اپیل کی گئی ہے جو نیوز پورٹل اور سوشل میڈیا پر جماعت کے ذمہ داران خصوصاً امیر محترم کے خلاف مدلس ومزور مواد شائع کررہے ہیں، فیک خبروں کو بیان کررہے ہیں اور فوٹو شاپ کی مدد سے تصویروں اور باتوں میں مجرمانہ قطع وبرید کرکے وائرل کررہے ہیں مجلس عاملہ نے ایسے عناصر کی پرزور مذمت کی۔ نیز ذمہ داران کو مکلّف کیا گیا کہ وہ جمعیت و جماعت اور ذمہ داران کے خلاف اس طرح کی ریشہ دوانیوں میں ملوث عناصر کے سلسلے میں آپسی مشورے سے کارروائی کریں۔ اسی طرح سے جماعتی وملی رہنماؤں کے انتقال پر ان کے پسماندگان سے اظہار تعزیت کیا گیا ہے۔

قرارداد کا متن :

☆ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مجلس عاملہ کا یہ اجلاس اسلامی تعلیمات خصوصاً عقیدہ توحید کو پورے عالم انسانیت تک پہنچانے کی ضرورت پر زور دیتا ہے۔ آج ملکی اور عالمی سطح پر اسلامی تعلیمات کے بارے میں جو غلط رجحانات پائے جاتے ہیں ان کے ازالہ کے لیے مسلمانوں کو بھرپور کوشش کرنی چاہیے۔ عالمی سطح پر گمراہ کن افواہوں اور پروپیگنڈوں کے تناظر میں یہ پیغام پہنچانے کی ضرورت ہے کہ اسلامی تعلیمات وعقیدہ پوری بنی نوع انسان کے لیے فلاح وبہبود کی ضامن ہے اور انسانیت اس کی ضرورت مند ہے۔ اس لیے موجودہ صورت حال میں اسلام کی تعلیمات کو زیادہ سے زیادہ عام کیا جائے۔

☆ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس ملی تنظیموں اور جماعتوں کے سربراہوں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ ملی اتحاد کا ثبوت دیں اور ایک دوسرے کے خلاف بیان بازی سے کلی طور پر گریز کریں کیونکہ یہ کسی بھی طرح قوم وملت کے مفاد میں نہیں ہے۔ بے بنیاد بیانات اور ایک دوسرے پر الزام تراشی سے ملی اتحاد پارہ پارہ ہوجاتا ہے اور قوم کو اس کے سنگین نتائج بھگتنے پڑ سکتے ہیں۔ موجودہ حالات میں خاص طور پر اس سے سبھی کو ہوشیار و چوکنا رہنے کی اشد ضرورت ہے۔

☆ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس محسوس کرتا ہے کہ غریبی، بے روزگاری، مہنگائی، کالابازاری اور ناخواندگی اس ملک کے سلگتے ہوئے مسائل ہیں ان کو حل کئے بغیر ملک کی ترقی کا تصور ممکن ہی نہیں۔ یہ اجلاس حکومتوں کے علاوہ تمام سیاسی وسماجی تنظیموں سے بھی اپیل کرتا ہے کہ وہ اپنی اپنی سطح پر ان مسائل کے حل کے لیے موثر کردار ادا کریں۔ علاوہ ازیں سیاسی جماعتوں سے بھی گزارش ہے کہ وہ ان مسائل کو انتخابات کا موضوع بنائیں اور مذہب یا ذات پات کو الیکشن کا ایشو بنانے سے پرہیز کریں کیونکہ یہ کسی بھی طرح ملک کے مفاد میں نہیں ہے۔

☆ مجلس عاملہ کے اس اجلاس کا احساس ہے کہ قومی یکجہتی اخوت وبھائی چارگی، ہمدردی وغم گساری اور آپسی ملنساری پوری دنیا میں اس ملک کی شناخت ہے۔ ملک کی تعمیر وترقی میں باہمی تعاون اور قومی یکجہتی نے اہم رول ادا کیا ہے۔ لیکن یہ بہت افسوسناک ہے کہ کچھ خودغرض اور مفاد پرست لوگ ہماری دیرینہ وروایتی شناخت کو متاثر کرنے کی کوشش کررہے ہیں۔ ایسے میں برادران وطن کے علاوہ قومی الیکٹرانک وپرنٹ میڈیا کی خاص ذمہ داری ہے کہ وہ ایسے لوگوں کی حوصلہ شکنی کریں جو منفی سیاست کی بنیاد پر نفرت پھیلا رہے ہیں۔

☆ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس ملک کی گرتی ہوئی معیشت اور بڑھتی ہوئی بے روزگاری کو تشویش کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور ارباب اقتدار سے اپیل کرتا ہے کہ وہ اس جانب خصوصی توجہ دیں اور ایسے اقدامات سے پرہیز کریں جو ملک میں مزید معاشی بحران اور الجھن کا سبب بنیں۔

☆ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس خواتین کے استحصال اور ان کو زدوکوب کرنے کی مختلف صورتوں، جہیز، وراثت سے محرومی، قتل جنین، شراب نوشی اور دیگر سماجی برائیوں پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے عوام وخواص سے اپیل کرتا ہے کہ وہ خواتین کے حقوق کا تحفظ یقینی بنائیں تاکہ دنیا کا فطری توازن باقی رہے۔ علاوہ ازیں شراب ودیگر منشیات پر حکومت پابندی عائد کرے۔

☆مجلس عاملہ کا یہ اجلاس مذہب کی بنیاد پر شہریت دینے کو تشویش کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔علاوہ ازیں این آر سی اور این پی آر کی جو باتیں ہورہی ہیں وہ کسی بھی طرح ملک اور اس کے باشندوں کے حق میں نہیں ہیں بلکہ بنیادی شہری حقوق سے متصادم ہیں نیز ملک کے سبھی باشندوں بالخصوص مسلمانوں اور پسماندہ طبقات کو ذہنی الجھن میں مبتلا کرنے کا سبب بن رہی ہیں۔

☆ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس ملک کے مختلف حصوں میں سی اے اے، این آر سی اور این پی آر کے حوالے سے جو پرامن جد وجہد ومطالبے ہورہے ہیں وہ ملک کے باشندوں کا آئینی حق ہیں، ان کے خلاف طاقت کا استعمال نہ صرف خلاف آئین ہے بلکہ ملک کی جمہوریت کو کمزور کرنے کے مترادف ہے۔ان مظاہروں کے دوران جن لوگوں کو غیر منصفانہ طریقے سے جیلوں میں ڈال دیا گیا ہے ان کو رہا کیا جائے نیز مہلوکین کے پسماندگان کی اشک سوئی کی جائے۔

☆ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس دہلی اسمبلی انتخابات میں عام آدمی پارٹی کی زبردست فتح پر پارٹی کے صدر جناب اروند کیجری وال، دیگر قائدین اور دہلی کے عوام کو تہ دل سے مبارکباد پیش کرتا ہے اور ترقی کے نام پر ووٹ دینے کے عوامی رجحان کو ملک کی سیاست میں سنگ میل اور قوم وملک کے لیے بے حد خوش آئند قرار دیتا ہے۔ساتھ ہی امید کرتا ہے ملک کے عوام آئندہ تمام انتخابات میں ترقی اور کام کے نام پر ووٹ کے رجحان کو اہمیت دیں گے اور نفرت وتقسیم کی سیاست کے جھانسے میں ہرگز نہیں آئیں گے۔

☆ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس ملک کے وزیر داخلہ جناب امت شاہ کے اس بیان کا خیر مقدم کرتا ہے کہ دہلی الیکشن میں بی جے پی کی شکست کی وجہ نفرت وتقسیم کی سیاست ہوسکتی ہے اور انہیں اس پر افسوس ہے۔ساتھ ہی تمام سیاسی جماعتوں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ رائے دہندگان سے ترقی و بھائی چارے اور دیگر قومی مسائل پر ووٹ مانگیں کیونکہ ایک جمہوری ملک میں نفرت وتقسیم کی سیاست کی کوئی جگہ نہیں۔یہ رویہ مستقبل میں قوم وملک کے لیے انتہائی خطرناک ثابت ہوسکتا ہے جس سے اجتناب بے حد ضروری ہے۔

☆ مجلس عاملہ کے اس اجلاس کا اس بات پر مکمل یقین ہے کہ میڈیا جمہوریت کا اہم ستون ہے جس کو اپنی ذمہ داری ایماندارانہ طریقے سے ادا کرنی چاہیے۔اس کی جانب دارانہ رپورٹنگ اور ٹی آر پی بڑھانے کے لیے بیجا دعوں کو ہوا دینا نیز قوم وملک کے سلگتے ہوئے مسائل کی ان دیکھی کرنا بہت ہی نقصان دہ ثابت ہورہا ہے۔یہ رویہ قطعا قوم وملک کے مفاد میں نہیں ہے۔ایسے میں ملک کے سنجیدہ وانصاف پسند طبقہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس کی سنگینی کو محسوس کرے اور اس سلسلے میں اپنا مؤثر کردار ادا کرے۔

☆مجلس عاملہ کا یہ اجلاس بعض ان لوگوں کی ریشہ دوانیوں اور سازشی اعمال واذہان کو تشویش کی نگاہ سے دیکھتا ہے جو کٹھن آزمائش کی گھڑی میں بھی ملک وملت، جماعت اور حکومت وعوام کو گمراہ کرنے کے لیے جمعیت و جماعت اور ذمہ داران جمعیت خصوصا امیر محترم کے خلاف نیوز پورٹل اور سوشل میڈیا میں مدلّس ومزور مواد شائع کررہے ہیں، فیک خبروں کو بیان کررہے ہیں اور فوٹو شاپ کی مدد سے تصویروں اور باتوں میں مجرمانہ قطع وبرید کرکے وائرل کررہے ہیں۔مجلس ایسے لوگوں کی سخت الفاظ میں مذمت کرتی ہے، ان کے اتہامات والزامات، مفروضات اور غلط پروپیگنڈوں کی یکسر تردید کرتی ہے اور اپیل کرتی ہے کہ ان ملک وملت اور جماعت دشمن عناصر سے ہوشیار رہیں۔

☆ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس ملک اور دنیا کے دوسرے حصوں میں ہونے والے دہشت گردانہ حملوں کی سخت الفاظ میں مذمت کرتا ہے۔مجلس عاملہ کا یہ بھی ماننا ہے کہ دہشت گردی کا کوئی مذہب نہیں ہوتا اس لئے اسے کسی بھی مذہب یا کمیونٹی کی طرف منسوب کرنا درست نہیں ہے چہ جائیکہ اسلام کی طرف اس کی نسبت کی جائے جس کی روح ہی امن وشانتی ہے۔

☆ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس ماحولیات کی بگڑتی ہوئی صورت حال جو پوری انسانیت کے لیے سنگین خطرہ بنی ہوئی ہے اس پر اپنی تشویش کا اظہار کرتے ہوئے ماحولیات کے تحفظ کے لئے ہر شخص کو اپنی ذمہ داری محسوس کرنے کی تلقین کرتا ہے نیز اپیل کرتا ہے کہ ہر شخص نہ صرف خود اس میں اپنا مثبت کردار ادا کرے بلکہ دوسروں کو بھی اس کی سنگینی سے آگاہ کرے تاکہ دنیا کا ماحولیاتی توازن برقرار رہے اور پوری انسانیت آلودگی جیسے سنگین مسائل سے نجات پاسکے۔

☆ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس چین میں پھیل رہے کورونا وائرس جس کا اب تک ہزاروں لوگ شکار ہوچکے ہیں اور دیگر ہزاروں اس سے متاثر ہیں کو عذاب الٰہی مانتے ہوئے بندگان الٰہی سے اسی کی طرف رجوع کرنے اور اپنے گناہوں سے توبہ کرنے کی تلقین کرتا ہے اور پوری دنیا سے اس مصیبت کی گھڑی میں وہاں کے باشندوں کی مدد اور اظہار ہمدردی کی اپیل کرتا ہے۔

☆ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس عرب ممالک کی آپسی رسہ کشی اور خوں خرابے کو تشویش کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور محسوس کرتا ہے کہ ان کی آپسی ناچاقی نہ صرف انہیں کمزور کررہی ہے بلکہ عالمی طاقتوں کو بھی اپنے نامسعود ارادوں میں کامیابی سے ہمکنار کررہی ہے، اسی طرح جو قدرتی وسائل خدمت خلق کے لیے استعمال کیے جانے چاہئے تھے انہیں موقع پرست ظالموں وجابروں کو لوٹنے کا موقعہ فراہم کیا جارہا ہے لہٰذا انہیں چاہیے کہ اللہ نے جو انہیں اپنی نعمتوں سے نوازا ہے اس کا حق ادا کریں اور بیجا جنگ وجدل سے پرہیز کریں۔

☆ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس فلسطین کے نہتے عوام پر اسرائیل کی ظلم وبربریت کی

مذمت کرتا ہے اور اقوام متحدہ سے اپیل کرتا ہے کہ وہ فلسطینیوں کے مسائل کو حل کرنے میں اپنی منصبی ذمہ داری نبھائے تا کہ اس پر دنیا کا اعتماد باقی رہے نیز اس کے قیام کا جو مقصد ہے زمینی سطح پر بھی نظر آئے۔ ساتھ ہی بڑی طاقتوں کی جانب سے اسرائیل کی بیجا حمایت اور مظلوم فلسطینیوں کے مظالم سے چشم پوشی کو انسانیت کے منافی قرار دیتا ہے۔

☆ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس رکن شوریٰ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند مولانا کلیم اللہ سلفی صاحب جونپور کے بڑے بھائی جناب عطاء اللہ صاحب، سابق رکن مجلس عاملہ وشوریٰ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند الحاج عبدالرشید صاحب مالیر کوٹلہ پنجاب، جامع مسجد دہلی کی معتبر ومقتدر شخصیت سابق ڈی ایس او محکمہ بجلی حکومت دہلی جناب واحد حسین قریشی، مدرسہ ریاض العلوم دہلی کے سابق استاذ مولانا مقصود الرحمٰن ریاضی، صوبائی جمعیت اہل حدیث گجرات کے سابق ناظم مولانا محمد شعیب میمن جونا گڑھی صاحب کی والدہ ماجدہ، مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے مجلس شوریٰ کے رکن حکیم محمد عرفان صاحب، بھدوہی کی ممتاز ومقتدر شخصیت اور معروف شاعر جناب الحاج شرافت حسین وزیری، معروف مربی ومعلم مولانا عبدالرقیب اثری مرحوم کی اہلیہ اور مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے کارکن مولانا محمد احمد سلفی کی والدہ محترمہ، پنجاب کے معروف عالم دین مولانا عبدالرؤف مرحوم کے فرزند اور معروف صنعت کار جناب محمد اویس کے منجھلے بھائی جناب محمد زید، جامعہ اسلامیہ فیض عام مئو یوپی کے سابق ناظم الحاج نثار احمد کوٹھا، سنت کبیر نگر کے معروف معلم ومربی جناب ماسٹر کلیم اللہ صاحب، مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے ناظم مالیات جناب الحاج وکیل پرویز کے بڑے بہنوئی جناب محمد ابراہیم صاحب، بزرگ عالم دین عبدالعزیز مدنی طیبی، مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے کارکن مولانا محمد رئیس فیضی کے چچا شوکت علی صاحب، مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے کارکن ابوالخیر کے والد محترم جناب محمد ابراہیم انصاری، مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے سابق امیر معروف عالم دین مولانا مختار احمد ندوی رحمہ اللہ کی اہلیہ، جامعہ امام ابن تیمیہ بہار اور جامعہ ریاض العلوم دہلی کے سابق شیخ الحدیث استاذ الاساتذہ مولانا امان اللہ فیضی رحمہ اللہ کی اہلیہ محترمہ، ضلعی جمعیت اہل حدیث چھپرہ بہار کے نائب امیر جناب قمر الدین انصاری، مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے نائب امیر مولانا ریاض احمد سلفی کے ماموں انجینئر منصور احمد خان امیر ضلعی جمعیت اہل حدیث بہرائچ یوپی، آسام کے بزرگ عالم دین مولانا جمال الدین سلفی وغیرہم کے انتقال پر گہرے رنج وغم کا اظہار کرتا ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے، جنت الفردوس کا مکین بنائے، ان کی خدمات کو قبول کرے، پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے اور جمعیت وجماعت کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین

تاریخ ردقادیانیت اور خدمات اہل حدیث کے سلسلہ میں معلومات کا خزانہ

ڈاکٹر بہاء الدین حفظہ اللہ کے قلم سے

تحریک ختم نبوت (1 تا 25 جلدیں)

تاریخ اہل حدیث (1 تا 8 جلدیں)

مکتبہ ترجمان کی مطبوعات پر 50% کی رعایت، مدارس، جامعات، مکتبات اور تاجران کتب درج ذیل پتہ سے طلب کریں۔

ملنے کا پتہ

مکتبہ ترجمان

اہل حدیث منزل، 4116، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی۔110006

فون: 011-23273407، فیکس: 011-23246613

طب و صحت

ڈاکٹر ایم این بیگ
پوسٹ بکس نمبر 18
ٹونک Tonk-304001
فون:01432-244018

گھٹاٹوپ اندھیرا

☆ ہندوستان میں ایک کروڑ سے زیادہ افراد H.I.V.Positive ہیں۔

☆ ایڈس، وبا کی طرح پھیل رہا ہے۔

☆ اس پر کنٹرول اور علاج کے لیے باہر سے جو امداد ملتی ہے اور وزارت صحت جو گرانٹ منظور کرتی ہے اس کا 90% حصہ، خرد برد ہو جاتا ہے۔

☆ جنسی بے راہ روی، عریانی، بلیو فلمیں، شہوت انگیز ٹی، وی پروگرام، ایکٹروں اور ایکٹریسوں کے ننگے فوٹوز، نیم برہنہ ڈانس، عصمت فروشی کی وبا، ہم جنس پرستی، اور اسی طرح کی دوسری برائیوں اور دور رس اثرات والے رجحانات نے زندگی کی اعلیٰ قدروں کو مکمل طور پر پامال کر دیا ہے۔

☆ حکومت کے تمام دعوے، غلط اور بکواس ثابت ہو چکے ہیں۔

☆ ممبئی اور مہاراشٹر کے دوسرے شہروں کے ڈانس بار بند کر دیئے گئے، اچھا ہوا لیکن ٹی وی پروگرام تو ان سے بھی زیادہ عریاں اور بدکاری کی ترغیب دینے والے ہیں، ان پر پابندی نہیں؟

☆ سوزاک Gonorrhoea اور آتشک Syphilis بھی طوفانی رفتار سے پھیل رہے ہیں۔

☆ ڈاکٹری ادویہ (ایلو پیتھک) سوزاک اور آتشک کے علاج میں بے اثر ہو چکی ہیں۔

☆ کینسر کا علاج غریب عوام کی دسترس سے باہر ہے۔

☆ B.P.L. محض دھوکہ ہے۔

☆ کمیشن والی گھٹیا دوائیں، ہر چہار طرف جلوہ فرما ہیں، سرکاری اسٹور بھرے پڑے ہیں۔

☆ نقلی معالج کھلے عام عوام کی صحت تباہ کر رہے ہیں۔

☆ بے ضمیر اور بدکردار نام نہاد رہنماؤں نے اقتدار کی کرسیوں کو گھیر رکھا ہے۔ یہ مخصوص گروہ ہیں، ایک کرپٹ گروہ کو عوام بھگاتے ہیں تو دوسرا کرپٹ گروہ قابض ہو جاتا ہے، نصف صدی سے زیادہ عرصے سے یہی حال ہے، تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم۔

☆ عدلیہ، کرپشن کی منڈی کا بکاؤ مال ہے۔

☆ قانون خواب وخیال ہے۔

ہر طرف اندھیرا ہے۔ گھٹاٹوپ اندھیرا۔ اس اندھیرے میں امراض وعلاج کے حوالے سے روشنی پھیلانے میں منہمک ہیں، وہ خدا ترس معالجین جن کو ایلو پیتھک اور دیسی ادویہ کے ذریعہ علاج پر دسترس ہے۔

سوزاک، آتشک، کینسر کے علاج میں کامیاب ہیں دیسی ادویہ کے صدری نسخے اور ایلو پیتھک مکسچروں کے متروک نسخے۔

ذرا نم ہو تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے ساقی

دل کے مریض توجہ دیں:

☆ نمک کا استعمال بند کر دیں۔

☆ ٹھنڈے مشروب Cold Drinks (کوکا کولا وغیرہ) استعمال نہ کریں۔

☆ دیسی گھی، بناسپتی گھی، سرسوں کا تیل، تلوں کا تیل، مکھن استعمال نہ کریں۔

☆ سویابین کا تیل بہترین ہے۔

☆ گوشت صرف پرندوں کا کھائیں۔

☆ انڈے، کلیجی مفید ہیں۔

☆ منشیات سے اجتناب کریں۔

☆ شکر کا استعمال کم کر دیں۔

☆ مٹھائیاں نہ کھائیں۔

☆ چائے، کافی، قہوہ کم پیا کریں۔

☆ وزن بڑھنے نہ دیں۔

☆ تفکرات سے دور رہیں۔

☆ سیڑھیاں چڑھنے اور تیز چلنے سے بچیں۔

☆ ادویہ پابندی کے ساتھ استعمال کریں۔

☆ تمباکو نوشی نہ کریں۔

☆ حتی الامکان خوش وخرم رہیں۔

☆ راضی برضائے الٰہی رہیں، بہت سکون ملتا ہے۔

☆ علاج میں کوتاہی نہ برتیں۔

☆ مکھن نکلا ہوا دودھ استعمال کریں۔

☆☆☆

مرکزی جمعیت کی پریس ریلیز

(۱)

شیخ الحدیث مولانا امان اللہ فیضی رحمہ اللہ کی اہلیہ کا انتقال

دہلی: ۱۲؍فروری ۲۰۲۰ء

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند سے جاری ایک اخباری بیان کے مطابق مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر محترم مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی نے جامعہ امام ابن تیمیہ مشرقی چمپارن بہار اور مدرسہ ریاض العلوم دہلی کے سابق شیخ الحدیث استاذ الاساتذہ مولانا امان اللہ فیضی رحمہ اللہ کی اہلیہ محترمہ اور مولانا علی اختر مکی، استاذ جامعہ ریاض العلوم دہلی، ڈاکٹر ولی اختر ندوی، پروفیسر شعبہ عربی دہلی یونیورسٹی وغیرہ کی والدہ ماجدہ کے انتقال پر گہرے رنج و افسوس کا اظہار کیا ہے اور پسماندگان و متعلقین اور ورثا سے قلبی تعزیت کی ہے۔

انہوں نے کہا کہ مرحومہ جن کا آج صبح تقریبا ساڑھے پانچ بجے نوئیڈا کے کیلاش ہاسپٹل میں طویل علالت کے بعد بعمر تقریبا ۷۲ سال انتقال ہوگیا، نہایت نیک، خوش اخلاق اور بلند کردار خاتون تھیں۔ انہوں نے اپنے شوہر شیخ الحدیث مولانا امان اللہ فیضی رحمہ اللہ کے شانہ بشانہ اپنے بچوں کی مثالی تعلیم و تربیت کی اور ان کی طویل تدریسی، تعلیمی، تربیتی، دعوتی اور اصلاحی خدمات میں معین، ہمدم و ہم ساز اور شریک عمل بھی رہیں جس کے بہترین اثرات ان کی آل واولاد پر نمایاں ہیں اور تمام صاحبزادے دینی وعصری تعلیم و تربیت سے آراستہ و پیراستہ ہوکر نئی نسل کی تعلیم و تربیت اور تعمیر و ترقی میں لگے ہوئے ہیں۔ جو ان کے لیے صدقہ جاریہ ہیں۔ آج گیارہ بجے صبح ان کی نعش کو بذریعہ ایمبولینس آبائی وطن بھکورہر، ضلع سیتا مڑھی بہار لے جایا گیا جہاں کل ان کی تجہیز و تکفین عمل میں آئے گی۔ پسماندگان میں مولانا علی اختر مکی، پروفیسر ولی اختر ندوی کے علاوہ دو بیٹے جمیل اختر اور مولانا سہیل اختر ندوی اور متعدد پوتے پوتیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے، جنت الفردوس کی مکین بنائے اور پسماندگان مولانا علی اختر مکی صاحب، پروفیسر ولی اختر ندوی، جناب جمیل اختر اور مولانا سہیل اختر و دیگر اہل خانہ و متعلقین کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے دیگر ذمہ داران و کارکنان نے بھی مرحومہ کے انتقال پر گہرے رنج و افسوس کا اظہار کیا ہے اور ان کی مغفرت اور بلندی درجات کے لیے دعا گو ہیں۔

(۲)

آسام کے بزرگ و معروف عالم دین مولانا جمال الدین سلفی حولی کا انتقال پرملال

دہلی: ۱۴؍فروری ۲۰۲۰ء

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند سے جاری ایک اخباری بیان کے مطابق مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر محترم مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی نے صوبہ آسام کے بزرگ و معروف عالم دین، جامعہ اسلامیہ سلفیہ ہلونار پام، بارپیٹا آسام کے صدر اور مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے سابق رکن شوریٰ مولانا جمال الدین سلفی حولی کے انتقال پر گہرے رنج وافسوس کا اظہار کیا ہے، ان کی موت کو ملک وملت اور جماعت کا خسارہ قرار دیا ہے اور ان کے پسماندگان و متعلقین سے قلبی تعزیت کی ہے۔

انہوں نے کہا کہ مولانا جمال الدین سلفی حولی صاحب نیک، دین واخلاق اور اسلامی وضع قطع سے متصف تھے اور دینی و تعلیمی کاز سے بڑی دلچسپی رکھتے تھے۔ آسامی زبان کے جماعت کے اچھے خطیب اور مناظر تھے۔ انہوں نے اپنی زندگی اسی کے لیے وقف کر رکھی تھی۔ ان کی دعوتی تبلیغی اور تدریسی خدمات نمایاں ہیں۔ جمعیت و جماعت سے گہرا تعلق تھا، اور اپنی صوابدید اور ہمت و وسعت کے مطابق جمعیت و جماعت کے کاموں میں لگے رہتے تھے۔ ان کے اچانک انتقال کر جانے کی وجہ سے جماعت اپنی ایک اہم شخصیت سے محروم ہوگئی۔ اطلاعات کے مطابق مورخہ ۱۲؍فروری ۲۰۲۰ء کو دن کے ساڑھے تین بجے کسی سفر سے واپس ہو رہے تھے کہ راستے میں ہی بعمر ۸۳ سال داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ پسماندگان میں اہلیہ، سات صاحبزادے، پانچ صاحبزادیاں اور متعدد پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں ہیں۔ اللہ تعالی ان کی حسنات کو قبول فرمائے اور ان کی مغفرت کرے، جنت الفردوس کا مکین بنائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے اور صوبائی جمعیت اہلحدیث آسام کو ان کا نعم البدل عطا کرے۔ آمین

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے دیگر ذمہ داران و کارکنان نے بھی مرحوم کے انتقال پر گہرے رنج وافسوس کا اظہار کیا ہے اور ان کی مغفرت اور بلندی درجات کے لیے دعا گو ہیں۔

(۳)

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مجلس عاملہ کا اہم اجلاس اختتام پذیر ملک وملت سے متعلق اہم قرارداد

دہلی: ۱۷؍فروری ۲۰۲۰ء: مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند سے جاری ایک اخباری بیان کے مطابق آج اہل حدیث کمپلیکس، اوکھلا، نئی دہلی میں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مجلس عاملہ کا ایک اہم اجلاس امیر محترم مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی حفظہ اللہ کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں ملک کے بیشتر صوبوں سے آئے

معزز اراکین عاملہ اور صوبائی ذمہ داران اور مدعوئین خصوصی نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔

امیر محترم نے حمد وصلاۃ اور خیر مقدمی کلمات کے بعد اپنے جامع ترین تذکیری وتوجیہی خطاب میں اتباع کتاب وسنت ،دعوت وارشاد، تعلیم وتربیت ،تقویٰ و طہارت، اتحاد ویکجہتی ،خیر سگالی، بھائی چارہ، فرقہ وارانہ ہم آہنگی، انسان دوستی اور اسلام کی بیش بہا انسانیت نواز وروشن تعلیمات سے برادران وطن کو روشناس کرانے کی ضرورت پر بطور خاص زور دیا اور ہر طرح کی دہشت گردی ، بدامنی ومنافرت کی کڑے لفظوں میں مذمت کی۔اور پوری ایمانی قوت،صبر وضبط، ہمت وحکمت اور صلح و آشتی سے مل جل کر رہنے اور خیر امت کا فریضہ ادا کرتے رہنے کی تلقین کی۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے ناظم عمومی مولانا محمد ہارون سنابلی نے اس اجلاس میں مرکزی جمعیت کی کارکردگی رپورٹ پیش کی جس کی حاضرین نے توثیق کی اور ناظم مالیات الحاج وکیل پرویز نے حسابات پیش کیے جس پر ہاؤس نے اطمینان و اعتماد کا اظہار کیا۔ میٹنگ میں جمعیت کے کاموں کا بھی جائزہ لیا گیا اور آئندہ دعوتی، تعلیمی، تنظیمی ،تعمیراتی اور رفاہی منصوبوں اور انسانی خدمات کو مہمیز دینے کے لئے غور کیا گیا۔علاوہ ازیں جمعیت کے مالی استحکام بالخصوص اہل حدیث منزل اور اہل حدیث کمپلیکس میں زیر تعمیر کثیر المقاصد عمارت کے لئے ملکی سطح پر اہل خیر حضرات کا زیادہ سے زیادہ تعاون حاصل کرنے کی اپیل کی گئی۔اس میٹنگ میں پینتیسویں آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس سے متعلق بھی گفتگو ہوئی اور سردست بوجوہ بعد میں تاریخوں کے اعلان کا فیصلہ کیا گیا۔علاوہ ازیں ملک وملت اور عالمی مسائل سے متعلق قراردادیں وتجاویز بھی منظور کی گئیں۔

مجلس عاملہ کی قرارداد میں اسلام کی انسانیت نواز تعلیمات کی بڑے پیمانے پر نشر واشاعت کرنے اور ملی وجماعتی تنظیموں کے سربراہوں اور علماء وعوام کو ایک دوسرے پر الزام تراشی اور حسد کرنے سے گریز کرنے کی تلقین کی گئی اور غریبی، بے روزگاری، مہنگائی اور ناخواندگی کو ملک کے اہم مسائل قرار دیتے ہوئے ان کے ازالے کے لیے موثر اقدامات کرنے کی اپیل کی گئی ہے۔قرارداد میں قومی یکجہتی، بھائی چارگی، ہمدردی اور آپسی ملنساری کو موجودہ حالات کے پیش نظر فروغ دینے اور ملک کی اس شناخت کو ختم کرنے والے عناصر کی حوصلہ شکنی کی ضرورت پر زور دیا گیا اور اس سلسلے میں میڈیا سے اپنی ذمہ داری نبھانے کی اپیل کی گئی ہے۔

علاوہ ازیں ملک کی گرتی معیشت پر توجہ دینے، خواتین کے استحصال کے خلاف آواز اٹھانے، جہیز کی مخالفت کرنے کے ساتھ، شراب نوشی جیسی دیگر سماجی برائیوں پر تشویش کا اظہار کیا گیا ہے۔مجلس عاملہ کی قرارداد میں کہا گیا ہے کہ خلاف آئین اور عصبیت پر مبنی قانون سی اے اے اور این آر سی اور این پی آر کے حوالے سے جو پُرامن جدوجہد ہو رہی ہے وہ ملک کے باشندوں کا آئینی حق ہے۔ان کے خلاف طاقت کا استعمال خلاف آئین اور جمہوریت کو کمزور کرنے کے مترادف ہے۔اسی طرح بھڑکاؤ اور اشتعال انگیز بیان خواہ کسی کی طرف سے بھی ہو اس پر ناپسندیدگی اور ناگواری کا اظہار کیا گیا۔

مجلس عاملہ کی قرارداد میں دہلی الیکشن میں عام آدمی پارٹی کے ذمہ داران اور دہلی کے عوام کو مبارکباد اور الیکشن کے دوران نفرت انگیز بیانات پر مرکزی وزیر داخلہ کے اظہار افسوس کا خیر مقدم کیا گیا ہے ۔ علاوہ ازیں سیاسی جماعتوں سے انتخابات میں قومی وسماجی مسائل ہی کو موضوع بنانے کی اپیل کی گئی ہے۔

مجلس عاملہ کی قرارداد میں دہشت گردی کی سخت مذمت کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ دہشت گردی کا کوئی مذہب نہیں ہوتا اس لیے اس کو کسی خاص مذہب اور کمیونٹی کی طرف منسوب کرنا درست نہیں ہے۔اسی طرح سے ماحولیات کے تحفظ پر زور دیا گیا نیز کرونا وائرس کے متاثرین سے ہمدردی اور مرنے والوں کے لواحقین سے تعزیت کا اظہار کیا گیا ہے۔

قرارداد میں دنیا خصوصا عالم اسلام کی آپسی رسہ کشی پر اظہار تشویش کیا گیا اور اسے پوری امت کے لیے نقصاندہ قرار دیا گیا اور فلسطین میں اسرائیل کی ظلم و بربریت کی مذمت کی گئی ہے۔مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مجلس عاملہ کی قرارداد میں ان لوگوں سے ہوشیار رہنے کی اپیل کی گئی ہے جو نیوز پورٹل اور سوشل میڈیا پر جماعت کے ذمہ داران خصوصاً امیر محترم کے خلاف مدلس ومزور مواد شائع کر رہے ہیں، فیک خبروں کو بیان کر رہے ہیں اور فوٹو شاپ کی مدد سے تصویروں اور باتوں میں مجرمانہ قطع وبرید کر کے وائرل کر رہے ہیں مجلس عاملہ نے ایسے عناصر کی پرزور مذمت کی۔نیز ذمہ داران کو مکلّف کیا گیا کہ وہ جمعیت وجماعت اور ذمہ داران کے خلاف اس طرح کی ریشہ دوانیوں میں ملوث عناصر کے سلسلے میں آپسی مشورے سے کارروائی کریں۔اسی طرح سے جماعتی وملی رہنماؤں کے انتقال پر ان کے پسماندگان سے اظہار تعزیت کیا گیا ہے۔

☆☆☆

سفراء حضرات سے گذارش: راجستھان میں محصلین حضرات تشریف لانے والوں سے گذارش ہے کہ یہاں کی صوبائی جمعیت اہل حدیث راجستھان سے توصیہ وتزکیہ برائے تعاون وامداد ضرور حاصل کریں تاکہ آپ محصلین وسفراء حضرات کو پریشانی نہ ہو۔

سفراء حضرات اپنے ہمراہ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے توصیہ کے ساتھ ساتھ مدرسہ یا جامعہ جس میں آپ مدرس ہیں کی تصدیق اور اپنا آئی ڈی، آدھار کارڈ وغیرہ ساتھ میں ضرور رکھیں۔ راجستھان میں آپ ''مکرانہ'' کے آفس سے توصیہ حاصل کریں۔(اخوکم فی الدین: عبدالحفیظ ،ناظم اعلیٰ صوبائی جمعیت اہل حدیث راجستھان، موبائل: 9829143359)

☆☆☆

اہل حدیث کمپلیکس اور اہل حدیث منزل کے دونوں تاریخی اور عظیم تعمیری کاموں کے سلسلہ میں

ایک اعلیٰ سطحی وفد متعدد صوبوں کے دورے پر۔ ان شاء اللہ

احباب جماعت اور ہمدردانِ قوم وملت کو معلوم ہے کہ اہل حدیث کمپلیکس اوکھلائی دہلی اور اہل حدیث منزل جامع مسجد دہلی میں دو عظیم الشان تاریخی بلڈنگوں کی تعمیر کا کام جاری ہے۔ اس سلسلہ میں الحمدللہ اہل حدیث کمپلیکس کے عظیم تعمیری پروجیکٹ کی دوسری منزل کی تسقیف (ڈھلائی) کا کام ہونے والا ہے اور اُردو بازار میں اہل حدیث منزل کی تیسری منزل تک کی تعمیر کا کام مکمل ہوا چاہتا ہے، جو اللہ تعالیٰ کے فضل وتوفیق کے بعد محسنین جماعت وجمعیت کی سخاوت وفیاضی کے مرہون منت ہے۔ مزید تعاون کے لیے احباب جماعت صوبائی جمعیات سے تنسیق کے بعد مساجد میں باضابطہ ومسلسل اعلان کریں۔ اور مندرجہ ذیل اکاؤنٹ میں رقوم ارسال فرمائیں۔

عنقریب ہی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کا ایک اعلیٰ سطحی وفد آپ کی خدمت میں حاضر ہو رہا ہے۔ اس عظیم اور تاریخی خیر کے کام میں اپنا بھرپور حصہ اور کردار ادا کر کے مشکور وماجور ہوں۔

نوٹ: اس سلسلہ میں متعلقہ صوبوں کے ذمہ داران واعیان کو اطلاع کر دی گئی ہے۔

Markazi Jamiat Ahle Hadees Hind
A/c: 629201058685
ICICI Bank (Chandni Chowk Branch)
RTGS/NEFT IFSC Code-ICIC0006292